الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 08 جنوری 2010ء — 22 محرم الحرام 1431 ہجری قمری ۞ 08 صلح 1389 ہجری شمسی | شمارہ 02

قرآن کی ظاہری اور خفیہ تلاوت

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرآن بلند آواز سے پڑھنے والا اعلانیہ صدقہ دینے والے کی طرح اور قرآن کی مخفی تلاوت کرنے والا خفیہ صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفاً : حدیث نمبر2843)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

محبت الٰہی کی لذات ہیں۔ اگر اس کی محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے محبّ جسمانی لذات کو ترک کیوں کریں۔

خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔

’’محبت الٰہی کی لذّات ہیں۔ لذّت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ روحانی لذت میں رکھتا ہے۔ اگر اس کی محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے محبّ جسمانی لذات کو ترک کیوں کریں۔ یہاں تک کہ بعض اس قسم کے ہو گزرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابرہیم ادھم نے سلطنت چھوڑ دی۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکھوں مصائب کو برداشت کیا۔ اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی تہ میں نہ تھا جو انہیں کشاں کشاں لئے جاتا تھا تو پھر کیا بات تھی کہ اس قدر مصائب کو انہوں نے خوشی کے ساتھ اٹھا لیا۔ آنحضرت ﷺ چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے آپؐ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کفار مکّہ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں۔ مال و دولت، سلطنت، عورتیں اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمّت نہ کریں اور یہ توحید کا مذہب پیش نہ کریں۔ اس خیال کو جانے دیں۔ وہ دنیا دار تھے۔ ان کی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذّتوں سے پرے نہ کی جاسکتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ تبلیغ انہیں اغراض کے لئے ہوگی۔ مگر آپؐ نے ان ساری باتوں کو ردّ کر دیا اور کہا کہ اگر دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بھی لا کر رکھ دو تب بھی مَیں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر اس کے بالمقابل انہوں نے آپؐ کو وہ تکالیف پہنچائیں جن کا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپؐ نے ان تکالیف کو بڑی لذّت اور سرور سے منظور کیا۔ مگر اس راہ کو نہ چھوڑا۔ اب اگر کوئی لذت اور ذوق نہ تھا تو پھر کیا وجہ تھی جو ان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا؟ وہ وہی لذّت تھی جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ملتی ہے اور جس کی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہیں کیا جاسکتا۔

خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھ دیتے ہیں کہ کچھ تقیّہ کر لیا ہے۔ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیّہ کیا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پروا نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ لے کر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو۔ وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے۔ ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ قتل ہوں اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپؐ کو دیئے۔ آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکّہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لئے آپؐ مبعوث ہوئے تھے اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔

یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آ جاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر وہ جس کا سارا جہاں دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔

مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں۔ اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں۔ اگر کہو کہ وہ نعمتیں کیونکر ہوں گی؟ تو اس کا جواب صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ خود انسان کا اپنا وجود بھی خیالی ہے۔ جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے؟ پھر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچھا انسان بناتا ہے۔ کیسے عقلمند، خوبصورت، بہادر۔ پھر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم میں خلق جدید کرے گا۔ دیکھنے میں وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہوں گے لیکن کھانے میں ایسے لذیذ ہوں گے کہ نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکھا اور نہ وہ کسی خیال میں گزرے۔

بہشت کی لذات میں ایک اور بھی خوبی ہے جو دنیا کی لذتوں میں اور جسمانی لذتوں میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان روٹی کھاتا ہے تو دوسری لذتیں اسے یاد نہیں رہتی ہیں۔ مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہوں گی بلکہ روح کے لئے بھی لذت بخش ہوں گی۔ دونوں لذتیں اس میں اکٹھی ہوں گی اور پھر اس میں کوئی کثافت نہ ہوگی اور سب سے بڑھ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ مگر دیدار الٰہی کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہاں ہی سے تیاری ہو۔ اور اس کے دیکھنے کے لئے یہاں ہی سے انسان آنکھیں لے جاوے۔ جو شخص یہاں تیاری کر کے نہ جاوے گا وہ وہاں محروم رہے گا۔ چنانچہ فرمایا مَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی (بنی اسرائیل :73)۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ جو لوگ یہاں نابینا اور اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہوں گے۔ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہاں سے حواس اور آنکھیں لے جاوے اور ان آنکھوں کے لئے ضرورت ہے تبتّل کی، تزکیۂ نفس کی اور یہ کہ خدا تعالیٰ کو سب پر مقدم کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دیکھو، سنو اور بولو۔ اسی کا نام فنافی اللہ ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہیں ہوتا نجات نہیں۔

ہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے۔ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتھ خراب ہوتی ہے۔ بہت سے تو کھلے طور پر دہریہ ہو گئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دہریہ تو نہیں ہوئے مگر ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔ اور اسی وجہ سے دین میں سُست ہو رہے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں تا ان کی معرفت زیادہ ہو اور صادقوں کی صحبت میں رہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکھتے رہیں۔ پھر وہ جس طرح پر چاہے گا اور جس راہ سے چاہے گا معرفت بڑھا دے گا اور بصیرت عطا کرے گا اور ثلج قلب ہو جائے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ402 تا 404۔جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ

طلباء جامعہ احمدیہ UK کی ایک نشست میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم نصائح

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مرسلہ: مرزا نصیر احمد۔ انچارج پروگرام علمی نشست)

ماہ نبوت/نومبر کے دوسرے ہفتہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے طلباء جامعہ احمدیہ UK کی حضور انور کے ہمراہ نشست کی بابت ارشاد موصول ہوا، جس کے مطابق حضور انور نے ازراہ شفقت مؤرخہ 21/نبوت 1388 ہش بمطابق 21/نومبر 2009ء کو جامعہ احمدیہ میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔

جامعہ احمدیہ کی نشست کا پروگرام چونکہ طلباء جامعہ، اساتذہ کی نگرانی میں خود تیار کرتے ہیں، لہٰذا اس غرض سے اس نشست کا موضوع ''ماہ نبوت/نومبر میں ہونے والے اسلامی اہم واقعات'' مقرر کر کے اس کی تیاری مختلف کلاسوں کے طلباء کے سپرد کی گئی۔

طلباء نے اپنے مفوضہ حصہ پروگرام کے مطابق مواد جمع کیا۔ تلاوت، نظم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نشست کے موضوع کے مطابق چار مختصر تقاریر کی تصحیح اور نوک پلک سنوارنے کے بعد سارا پروگرام منظوری کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔

جامعہ احمدیہ کی تزئین و آرائش کے سلسلہ میں معمول کی صفائی اور تزئین کے علاوہ طلباء کے وقارِ عمل کے ذریعہ جامعہ کے تدریسی اور رہائشی حصہ کی صفائی و تزئین کی گئی۔ اسمبلی ہال کو (جہاں نشست کا انعقاد ہونا تھا) طلباء نے بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا۔

پروگرام کے مطابق قریباً سوا بارہ بجے حضور انور کا جامعہ احمدیہ میں ورود مسعود ہوا۔ اساتذہ اور جامعہ کے سٹاف نے حضور انور سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

عمارت کے اندر تشریف لے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ سے ملحقہ رہائشی فلیٹ، جامعہ کی بالائی منزل اور ڈائننگ ہال وغیرہ کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور ہال میں تشریف فرما ہوئے اور قریباً ساڑھے بارہ بجے اس نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا، عزیز عثمان نوید درجہ ثالثہ نے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کیا۔ عزیز مستنصر احمد درجہ ثانیہ نے صحیح بخاری کی پہلی کتاب بدء الوحی سے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ روایت بابت آغاز وحی یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء کیسے ہوئی تھی پڑھ کر سنائی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ عزیز فیصل محمود خان درجہ ثانیہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا پاکیزہ کلام حضرتِ سیّد وُلدِ آدم صلّی اللہ علیہ و سلّم خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ برِاعظم افریقہ کے ملک گیمبیا سے روحانی علم کے حصول کیلئے آنے والے درجہ اولیٰ کے طالب علم عزیز عبداللہ ڈیبا نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ''اتمام الحجۃ'' سے ہمارے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت واکملیت کی بابت ایک اردو اقتباس نہایت روانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیز عبداللہ ڈیبا کے چند ماہ میں اردو سیکھنے کی صلاحیت کو سراہتے ہوئے باقی طلباء کو بھی محنت کرنے اور اسی سرعت کے ساتھ اردو سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظور شدہ پروگرام کے مطابق چار مختصر تقاریر بھی اس میں شامل تھیں۔ چنانچہ عزیز فرخ راحیل درجہ رابعہ نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہجری شمسی کیلنڈر کی مختصر تاریخ بیان کی نیز بتایا کہ ماہ نومبر میں چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا گیا تھا لہٰذا ہجری شمسی تاریخوں کے مطابق تشکیل پانے والے اس کیلنڈر میں ماہ نومبر کو ''نبوت'' کا نام دیا گیا۔ مقرر نے یہ بھی بیان کیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پا کر ظلی نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے بعد اپنی جماعت کا نام ''جماعت احمدیہ'' سن 1900ء میں اسی نبوت/نومبر کے مہینہ میں ہی تجویز فرمایا۔ دوسری تقریر میں عزیز مصور احمد درجہ ثالثہ نے ماہ نبوت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ظاہر ہونے والے شہب ثاقبہ کے نشان نیز حضور علیہ السلام کے الہام ''آہ نادر شاہ کہاں گیا'' کی تفصیل بیان کی۔ مکرم عبدالوہاب طیب صاحب درجہ ثانیہ نے اپنی تقریر میں ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دادا حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا نکاح ہمراہ صاحبزادی حضرت بو زینب بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضی اللہ عنہ کی تفصیل بیان کی۔ یہ تاریخی واقعہ بھی ماہ نبوت میں ہی رونما ہوا اور اس کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کا خطبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:۔

''میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس سے مکالمات سے مشرّف ہوں گے۔''

خدا تعالیٰ نے ہمارے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کو منصب خلافت پر متمکن فرما کر حضرت مولوی صاحبؓ کی بات کو روز روشن کی طرح پورا کر دیا۔

پروگرام کی آخری تقریر عزیز سفیر احمد زرتشت درجہ ثالثہ کی تھی جنہوں نے خلافت ثالثہ کے حوالہ سے ماہ نبوت میں ہونے والے اہم واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ماہ نبوت میں ہوئی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسند خلافت پر ماہ نبوت میں ہی متمکن فرمایا۔ آپ کے مبارک وجود سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''اِنّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَکَ نَافلۃً مِنْ عِندی'' بھی نبوت کے مہینہ میں ہی ہوا۔

منظور شدہ اس پروگرام کے ختم ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے درجہ ثانیہ کے دو طلباء عزیز سعید احمد رفیق اور عزیز عمران احمد خالد نے مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی کی ایک نظم مل کر سنائی۔ بعد ازاں حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں عزیز ایاز محمود خان درجہ رابعہ نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی تحریر فرمودہ نعت ''بدرگاہ ذی شان خیر الانام'' کے دو اشعار خوش الحانی سے سنائے۔ عزیز احسن فہیم بھٹی درجہ ثالثہ نے حضور انور کی اجازت سے ترانہ ''امرت ہیں تیرے بول تو پیغام زندگی'' پرشوکت آواز میں سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء سے دریافت فرمایا کہ ''بغیر تیاری کے کون پڑھ سکتا ہے؟'' اور پھر عزیز رانا محمود الحسن (درجہ ثالثہ) کو حضور انور نے اپنے پاس بلایا اور کلام محمود میں سے ایک شعر ؎

پیٹھ میدان وَغا میں نہ دکھائے کوئی
منہ پہ یا عشق کا پھر نام نہ لائے کوئی

پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل کے بعد حضور نے عزیز کو کلام محمود میں سے ہی ایک نظم پڑھنے کا ارشاد فرمایا جس کا پہلا شعر ''جدھر دیکھو ابر گنہ چھا رہا ہے۔ گناہوں میں چھوٹا بڑا ابتلا ہے'' پڑھنے کی ہدایت فرمائی، جو عزیز نے خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے کی سعادت پائی۔ عزیز رانا محمود الحسن نے قریباً بائیس منٹ تک مسلسل نظم پڑھنے کی توفیق پائی۔ پروگرام کے بعد ایک موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عزیز کی بغیر تیاری کے اتنی اچھی لحن میں نظمیں پڑھنے اور نہ تھکنے کی صلاحیت کو سراہتے ہوئے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوران پروگرام طلباء کو ان کی تقاریر کے حوالہ سے نیز ایک طالبعلم کے خط کے حوالہ سے نصائح فرمائیں اور پروگرام کے اختتام پر طلباء کو وقف کی اہمیت، وقف کی ذمہ داریوں اور خدمت دین کے بارہ میں نہایت زریں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''اچھا! اب آج کی آخری بات کر کے ختم کرتے ہیں۔ تم لوگوں کو کچھ نہ کچھ سمجھ تو آ گئی ہوگی اس نظم کی۔ تم لوگ جو واقفین زندگی ہو، تم لوگوں نے وقف کیا، دین کی خدمت کرنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اپنے اوپر توحید کو غالب کرو اور پھر اس کیلئے دعا کرو اور توحید کے پھیلانے کا ہی تم نے کام کرنا ہے۔ توحید کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی خالص محبت اپنے دل میں پیدا کرنا، اس کیلئے دعا کرنا اور دنیا میں اس کے قیام کیلئے جب تک تم طالبعلم ہو دعا اور پھر انشاء اللہ عملی میدان میں جاؤ تو کوشش، یہ بنیادی چیز ہے ہر ایک کی۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور یہی چیز ہے جو ہمیں اسلام کے پیغام کو پہنچانے کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرو، توحید کا فہم اور ادراک حاصل کرو اور دعا کرو............۔ دنیا کی حالت کا یہ نقشہ ہے جو کھینچا گیا ہے، یہ دنیا کی حالت ہے اور اس حالت کو بدلنے کیلئے تمہارے سپرد بہت بڑا کام ہے۔ اس نظم کو پڑھو گے تو پتہ لگے گا کہ کیا کرنا ہے؟ اس پر غور کرو۔ سمجھ آئی؟ اپنی نمازوں کی ادائیگی، اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی توحید کا فہم و ادراک پیدا کرو۔ اس کیلئے دعا کرو۔ دنیا میں توحید پھیلانے کیلئے دعا کرو اور پھر اس کیلئے انشاء اللہ کوشش بھی۔''

نشست کا پروگرام ختم ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ کی مسجد بیت الکریم میں نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد حضور کچھ دیر کیلئے محترم پرنسپل صاحب کے کمرہ میں تشریف لے گئے، اس دوران طلباء و اساتذہ تصاویر کیلئے اپنی اپنی نشست پر پہنچ گئے اور حضور انور کی تشریف آوری پر طلباء، اساتذہ، ٹٹوریل گروپس اور غیر نصابی سٹاف نے اپنے آقا کے ساتھ گروپس میں تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تصاویر کے بعد حضور انور ڈائننگ ہال میں تشریف لے گئے اور ازراہ شفقت طلباء، اساتذہ اور مہمانوں کے ہمراہ حضور نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور کی اجازت سے ممبران میس کمیٹی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی، جس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور پونے تین بجے واپس تشریف لے گئے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر75

وفات مسیح ناصری علیہ السلام بعض عرب علماء کا اعتراف (5)

پچھلی قسط میں ہم نے ڈاکٹر احمد شلبی کی کتاب ''مقارنۃ الأدیان'' کے حوالہ سے وفات مسیح کے مسئلہ پر کچھ دلائل پیش کئے تھے جن میں مجلّہ لواء الإسلام کے زیر انتظام 1963ء میں حیات ووفات مسیح کے موضوع پر ہونے والے ایک سیمینار کا بھی ذکر کیا تھا اور اس میں شریک ہونے والے بعض علماء کے دلائل مع ترجمہ درج کئے تھے۔ وفات مسیح کے سلسلہ کی اس آخری قسط میں ہم باقی علماء کے دلائل اور بعض عمومی امور کا تذکرہ کریں گے۔

محمد الغزالی کی رائے

(محمد الغزالی (1917-1996) مفکر اسلام، اخوان المسلمین کے اوائل کارکنوں میں سے ایک تھے، تیس سے زائد کتب کے مصنف تھے۔آپ نے علوم اسلامیہ کے شعبہ میں 1989ء میں کنگ فیصل ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ڈاکٹر شلبی ان کی رائے درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:)

"ونجيء الآن إلى الباحث الأستاذ محمد الغزالی وله فی هذا الموضوع دراسة مستفيضة نقتبس منها بعض فقرات بنصوصها: أميل إلى أن عيسى مات، وأنه كسائر الأنبياء مات ورفع بروحه فقط، وأن جسمه فی مصيره كأجساد الأنبياء كلها: وتنطبق عليه الآية "إنک ميت وإنهم ميتون" والآية "وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل" وبهذا يتحقق أن عيسى مات۔"

(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل1963ء صفحه254)

"ومن رأيی أنه خير لنا نحن المسلمين وكتابنا (القرآن الكريم) لم يقل قولا حاسما أبدًا أن عيسى حی بجسده، خير لنا منعًا للاشتباه من أنه وُلد من غير أب، وأنه باق على الدوام مما يروّج لفكرة شائبة الألوهية فيه، خير لنا أن نرى الرأی الذی يقول إن عيسى مات، وإنه انتهى، وإنه كغيره من الأنبياء لا يحيا إلا بروحه فقط، حياة كرامة وحياة رفعة الدرجة۔

وأنتهی من هذا الكلام إلى أنی أرى من الآيات التی أقرأها فی الكتاب أن عيسى مات، وأن موته حق، وأنه كموت سائر النبيين۔"

(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل 1963ء صفحه255)

اب ہم ایک محقق جناب محمد الغزالی صاحب کی رائے درج کرتے ہیں جنہوں نے اس بارہ میں گہری تحقیق کی ہے۔ہم ان کی تحقیق سے بعض پیراگراف یہاں درج کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''مَیں اس رائے کے حق میں ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام دیگر تمام انبیاء کی طرح فوت ہوگئے ہیں جبکہ رفع صرف آپ کی روح کا ہی ہوا۔اور آپ کے جسم کا انجام بھی باقی انبیاء کے جسم کی طرح ہوا۔ آپ کی وفات پر یہ آیت دلالت کرتی ہے:''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر:31)''نیز یہ آیت:''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران145)''۔چونکہ ہماری کتاب قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ زندہ ہونے کے بارہ میں کوئی صراحت نہیں آئی اس لئے ہم مسلمانوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ اس رائے کو مان لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں اور آپ کی زندگی کا خاتمہ ہو چکا ہے اور آپ دیگر انبیاء کی طرح عزت وتکریم اور درجات کی رفعت والی روحانی زندگی ہی جی سکتے ہیں جسمانی نہیں۔ہمارا یہ اعتقاد رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے تا ہم حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے سے یہ شبہہ نہ پیدا کرنے والے بنیں کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور ہمیشہ کے لئے زندہ بھی ہیں اس لئے ان میں نعوذ باللہ کوئی خدائی کا عنصر شامل ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آیات قرآن کریم کے مطالعہ کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں اور آپ کی موت ایک حقیقت ہے جو کہ دیگر انبیاء کی موت کی طرح ہے۔

شیخ صلاح ابو اسماعیل کی دلیل

(شیخ صلاح ابو اسماعیل (1927-1990) مفکر اور مبلغ اسلام، فصاحت وبلاغت اور خطابت میں اپنی مثال آپ تھے۔متعدد کتب کے مصنف اور ہردلعزیز شخصیت تھے۔متعدد ٹی وی چینلز پر بیسیوں پروگرام کرنے کا بھی آپ کو موقع ملا۔آپ کی رائے درج کرتے ہوئے شلبی صاحب کہتے ہیں:)

"ويثير الأستاذ صلاح أبو إسماعيل نقاطًا دقيقة تتصل بالرفع فيقول: إن الله ليس له مكان حسی محدود حتى يكون الرفع حسيًّا، وعلى هذا ينبغی تفسير الرفع على أنه رفع القدر وإعلاء المكانة، ثم إن رفع الجسد قد يستلزم أن هذا الجسد يمكن أن يُرى الآن وأنه يحتاج إلى ما يحتاج إليه الأجسام من طعام وشراب ومن خواص الأجسام على العموم، وهو ما لا يتناسب فی هذا المجال۔"(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل 1963ء صفحه258)

"وأحب أن أجيب على من قال إن فی مقدور الله أن يوقف خواص الجسم فی عيسى، بأن إيقاف خواص الجسم بحيث لا يُرى ولا يأكل ولا يشرب ولا يهرم---- معناه العودة إلى الروحانية أو شیء قريب منها، وذلک قريب أو متفق مع الرأی الذی يعارض رفع عيسى بجسمه۔

وبعض الناس يقولون إن عيسى رفع بجسمه وروحه، فإذا سئلوا إلى أين؟ وما العمل فی خواص الجسم؟ قالوا لا نتعرض لهذا۔ وهو ردّ ليس - فيما نرى - شافيًا۔"

جناب صلاح ابو اسماعیل صاحب رفع کے بارہ میں بعض بنیادی نکات اٹھاتے ہوئے کہتے ہیں:

خدا تعالیٰ کا تو حسی اعتبار سے کوئی ایسا معین مقام نہیں ہے جس کی بناء پر کہا جاسکے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا فلاں مقام کی طرف رفع ہوا ہے۔اس وجہ سے رفع کی تفسیر یہی ہوگی کہ یہ آپ کی قدر ومنزلت اور مقام کا رفع ہے۔پھر جسمانی رفع کو یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ جسم آج بھی معین مقام پر دیکھا جاسکتا ہو اور دیگر اجسام کی طرح کھانے پینے جیسے دیگر لوازم کا بھی محتاج ہو، جبکہ رفع عیسیٰ کے ساتھ ان امور کا بھی موجود ہونا مسلّم نہیں ہے۔

جو کوئی یہ کہتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کے خواص کو ظاہر ہونے سے اس طرح روک دے کہ نہ ان کا جسم نظر آئے نہ انہیں کھانے پینے کی حاجت ہو اور نہ ہی ان پر بڑھاپا آئے......تو ایسے شخص کو میرا جواب یہ ہے کہ پھر یہ تو روحانی زندگی یا اس سے قریب قریب کی حالت کا نام ہے جو کہ اس رائے کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کی مخالف ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم وروح کے ساتھ اٹھا لئے گئے ہیں۔لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ کہاں لے جائے گئے ہیں اور ان کے جسم کے خواص کا کیا بنا؟ تو کہتے ہیں کہ اس بارہ میں ہم کچھ نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک یہ تو کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے۔

ونعود إلى الأستاذ صلاح أبو إسماعيل الذی يتساء ل قائلا: إذا كان رفع عيسى رفعًا حسيًّا معجزة، فما فائدة وقوعها غير واضحة أمام معاندی المسيح عليه السلام وجاحدی رسالته؟ وأنا أعتقد (الأستاذ صلاح أبو إسماعيل) أن كلمة "متوفيک' تعنی وعدًا من الله بنجاة عيسى من الصلب ومن القتل كما وعد محمدًا عليه الصلاة والسلام بأن يعصمه من الناس۔

(مجلة لواء الإسلام عدد أبريل1963ء صفحه258)

ہم دوبارہ صلاح ابو اسماعیل صاحب کی طرف لوٹتے ہیں جو یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ: اگر عیسیٰ علیہ السلام کا جسمانی طور پر رفع ایک معجزہ تھا تو اس معجزے کا کیا فائدہ ہوا جو مسیح علیہ السلام کے مخالفوں اور آپ کی رسالت کے منکروں کے لئے غیر واضح طور پر ظہور پذیر ہوا؟ میرے خیال میں 'متوفیک' کے لفظ میں عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت اور قتل سے نجات کا وعدہ دیا گیا ہے جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ وہ آپ کو لوگوں (کے قتل کرنے) سے محفوظ رکھے گا۔

خلاصہ تحقیق

سابقہ تحقیق کے خلاصہ کے طور پر ڈاکٹر شلبی صاحب لکھتے ہیں:

وبعد۔ لقد أثيرت هذه المسألة منذ سنين فی فتوى أجاب عنها الأستاذ المراغی والأستاذ شلتوت كما رأينا، وقد قامت ضجة على إثر إذاعة هذه الفتوى، شأن كل جديد يخرج للناس، ومرّ الزمن ورجحت هذه الفكرة وأصبحت شيئا عاديا يدين بها الغالبية العظمى من المثقفين، وطالما وقف كاتب هذه السطور يرفع صوته بها فی قاعات المحاضرات بأعرق جامعة إسلامية فی العالم وهی جامعة الأزهر وبغيرها من الجامعات وقاعات المحاضرات وكان الناس يتقبلون هذه الآراء قبولا حسنًا، والذی أرجوه أن يرفق المعارضون فی تلقی الآراء الجديدة وأن يفحصوها بروح هادئة۔ والله يهدينا سواء السبيل۔

ونختم هذا البحث بأن نقرر أن الاعتقاد بأن عيسى رفع بجسمه وروحه اعتقاد متأثر بالفكر المسيحی الذی يرى أن عيسى هو الإ له الابن نزل من السماء ثم رفع ليعود للجلوس بجوار أبيه الإله الأب۔ أما المسلمون الذين يعتقدون أن الله واحد، وأنه فی كل مكان، وليس جسما، فكيف يوفقون بين هذا وبين رفع عيسى ليكون بجوار الله، فالله -مرة أخرى- فی كل مكان ولو بقی عيسى على الأرض لكان مع الله أيضا۔ وكيف يوفقون بين هذا وبين قوله تعالى: "وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد"۔ (مقارنة الأديان صفحه68۔70 ، مكتبة النهضة المصرية القاهرة الطبعة الثامنة 1984م)

کچھ سال قبل اس مسئلہ کو خوب اٹھایا گیا تھا جب شیخ مصطفیٰ المراغی اور شیخ محمود شلتوت نے اس بارہ میں ایک فتوی دیا جس کے بعد میڈیا میں ایک شور برپا ہو گیا جیسا کہ ہر نئی چیز کے بارہ میں لوگوں کا طریق ہے کہ شروع شروع میں شور مچا دیتے ہیں۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی موقف غالب ہوتا گیا اور اب یہ عقیدہ عام ہوگیا ہے جسے پڑھے لکھوں کی ایک اچھی خاصی اکثریت نے اپنا لیا۔اور راقم الحروف (ڈاکٹر شلبی) نے کتنی ہی دفعہ دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی یعنی جامعة الأزهر اور دیگر یونیورسٹیوں کے ایوانوں میں اس عقیدہ کا پرچار کیا جسے لوگوں نے بڑے احسن طریق پر قبول کیا۔اس لئے میں اس رائے کے مخالفوں سے کہتا ہوں کہ وہ نئی آراء کے قبول کرنے میں کسی قدر نرمی کا مظاہرہ کریں اور ٹھنڈے دل سے انکے بارہ میں تحقیق ضرور کرلیں۔اللہ ہم سب کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے۔

اس بحث کا اختتام میں اس نتیجہ پر کرتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم وروح کے ساتھ رفع کا عقیدہ اس عیسائی طرز فکر سے متاثر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دراصل خدا کا بیٹا ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے ہیں پھر دوبارہ اپنے باپ یعنی خدا باپ کے پہلو میں جاکر بیٹھنے کیلئے واپس آسمان پر چلے گئے۔جبکہ مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا صرف ایک ہے، وہ ہر جگہ موجود ہے اور اس کا کوئی مادی جسم نہیں ہے۔

پھر رفع عیسیٰ کے قائلین اس بات میں اور رفع عیسیٰ اور خدا کے پہلو میں جا بیٹھنے میں کس طرح مطابقت پیدا کرسکتے ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ لہذا اگر عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ہی رہیں تو بھی اللہ کے ساتھ ہی رہیں گے۔

نیز رفع عیسیٰ کا اعتقاد رکھنے والے اپنے اس

عقیدہ میں اور خدا تعالیٰ کے فرمان: "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ (الانبیاء: 35) میں کس طرح توفیق پیدا کر سکتے ہیں۔

خدائی تعلیم اور وضعی عقائد کا فرق

وفات مسیح ناصری علیہ السلام کے بارہ میں ڈاکٹر شلبی صاحب کی مفصل تحقیق درج کرنے کے بعد ہم قارئین کرام کو بتاتے چلتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تعلیم اور عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ ہر قسم کی طبائع اپنی استعداد کے مطابق اس کو سمجھ کر اپنا سکتی ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خالق کائنات ہے وہ ایسی تعلیم نازل فرماتا ہے جو فطرت صحیحہ کے مطابق ہوتی ہے اور نیک فطرتیں اسے قبول کرنے میں کسی طرح کی ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوتیں۔ اس کے برعکس انسان کے خود ساختہ عقائد کو چونکہ انسانی فطرت سے مکمل مناسبت نہیں ہوتی اس لئے ایسے عقائد ہمیشہ ہی محل نظر رہتے ہیں اور ہر طبقہ ان میں اپنی سہولت اور فہم کے اعتبار سے تبدیلی کر لیتا ہے۔ یہی حال حیات مسیح کے عقیدہ کے ساتھ ہوا۔

حیات مسیح کے قائلین کی پہلی غلطی

قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع کا لفظ انہی معنوں میں آیا ہے جن معنوں میں دیگر تمام انبیاء کا رفع مانا جاتا ہے۔ اور امت محمدیہ میں آنے والے مسیح محمدی کو عیسیٰ بن مریم سے مشابہت کی وجہ سے احادیث نبویہ میں عیسیٰ بن مریم کا ہی نام دیا گیا۔ نیز غلبہ اسلام کی عظیم مہم سر کرنے کی بنا پر آپ کی عزت و تکریم کے لئے نزول کے الفاظ استعمال ہوئے جس طرح آنحضرت ﷺ کے نافع الناس اور عظیم فیض رساں ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں نزول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ فرمایا: (قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا (الطلاق: 11-12)) یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا جو مجسم ذکر ہے۔ کوئی بھی اس آیت سے یہ معنی نہیں سمجھتا کہ آنحضرت ﷺ پہلے آسمان پر بجسم عنصری موجود تھے پھر آپ کا ظاہری نزول ہوا۔ بلکہ آپ کی عزت و تکریم و بلند مرتبہ کا بیان ہی سمجھ میں آتا ہے۔

یہ درست ہے کہ قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع کے الفاظ آئے ہیں، لیکن اس کے ساتھ نہ آپ کے زندہ ہونے کا ذکر ہے نہ آسمان کا اور نہ ہی جسم عنصری کا۔ اسی طرح احادیث میں آپ کے نزول کا تو ذکر ہے لیکن اس کے ساتھ نہ آسمان کا ذکر ہے نہ ہی جسم عنصری کا۔ پھر بھی محض رفع اور نزول کے الفاظ سے یہ اعتقاد بنا لیا گیا کہ خدا تعالیٰ آسمان میں بیٹھا ہوا ہے اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بجسمہ العنصری آسمان کی طرف ہوا اور وہیں سے نزول ہوگا۔

سو اس عقیدہ کے اپنانے سے وہ پہلی غلطی جس کے حیات مسیح کے قائلین مرتکب ہوئے یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو آسمانوں میں ہی کسی جگہ بیٹھے ہوئے تصور کر لیا۔ یوں شاید نادانستگی میں ان آیات کریمہ: (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور (وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ (الحدید: 5)) اور (ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا (المجادلہ: 8)) اور (نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ق: 17)) اور ان جیسی متعدد آیات کی نفی کر بیٹھے جن میں اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ اگر یہ لوگ خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کے قائل ہوں تو رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے آسمان کی طرف رفع مراد نہ لیں۔

دوسری غلطی

ایک اور غلطی ان سے یہ ہوئی کہ مصادر شریعت کی ترتیب اور مقام کو ملحوظ نہ رکھا۔ اگر حدیث میں نزول کے الفاظ آئے تو چاہئے تھا کہ اس حدیث کو قرآن کریم کی روشنی میں سمجھتے۔ لیکن انہوں نے حدیث کو قرآن پر مقدم کیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اس حدیث سے اپنے اخذ کردہ مفہوم کو ثابت کرنے کے لئے نصوص قرآنیہ اور احادیث کی اس کے مطابق تفسیر کی۔

تیسری غلطی

ایک اور غلطی یہ ہوئی کہ حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے آیت کریمہ یا عیسیٰ إنی متوفیک ورافعک إلی میں 'متوفیک' کے واضح اور معروف معنے جو کہ موت کے ہیں، کو چھوڑ دیا اور یہ تاویل کی کہ وفات نیند کے معنوں میں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ نیند کا رفع کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور نیند اس قدر اہم کس طرح ہو سکتی ہے کہ اسے رفع سے بھی پہلے بیان کیا گیا ہے؟ حیات مسیح کے قائلین نے جب پہلی اینٹ ہی غلط رکھ دی تو اب جو عمارت تعمیر ہوگی ٹیڑھی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اگر انسان کو زمین سے آسمان پر لے جایا جائے تو اسے بہت خوف کی حالت سے دوچار ہونا پڑے گا اور آکسیجن کی کمی کی وجہ سے سینہ میں شدید تنگی محسوس ہوگی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرماتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو سلا دیا تاکہ انہیں رفع کے وقت تکلیف نہ ہو۔ گویا ان کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ان کے اسی بشری جسم اور بشری لوازم کے ساتھ ہوا ورنہ ان کے خوف کرنے یا سینہ کی تنگی کا سوال پیدا نہ ہوتا۔ لیکن وہ بھول گئے کہ جو خدا اپنی سنت کے خلاف کسی انسان کو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھا سکتا ہے وہ اس خوف کی حالت کو کیوں نہیں دور کر سکتا۔ دوسری طرف اتنا لمبا سفر اتنی تیزی کے ساتھ طے کرنے میں کیا عیسیٰ علیہ السلام کو اور کوئی خطرہ نہ تھا صرف ان کے ڈر جانے کا ہی خطرہ تھا، جس کا بیان کرنا ضروری تھا؟ سائنسی اعتبار سے ثابت ہے کہ اوپر کی فضا میں آکسیجن بتدریج کم ہوتی جاتی ہے اور بالآخر سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے اور انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اتنی تیزی سے اگر فضا میں پتھر بھی سفر کرے تو اس کو آگ لگ جائے گی اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ پھر ان خطرات کا حل کیوں نہ پیش کیا گیا؟

نیز غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیند کوئی عام نیند نہیں تھی کیونکہ عام نیند میں تو انسان کو ذرا سی حرکت بھی جگا دیتی ہے، لیکن یہ ایسی نیند تھی کہ کروڑ ہا میل کا سفر بھی ظاہری شکل میں طے ہو گیا، نہ آپ کو سانس لینے کی حاجت ہوئی، نہ جسم کو جلنے اور بکھرنے کی پرواہ ہوئی تو کیا اس قسم کی نیند اور موت میں کچھ فرق بتلایا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں ہے تو کیا مشکل ہے کہ اسے حقیقی موت ہی مان لیا جائے اور آپ کا رفع دیگر انبیاء کی طرح روحانی رفع قرار دیا جائے؟

چوتھی غلطی

حیات مسیح کے بعض قائلین نے مذکورہ بالا اعتراضات سے بچنے کے لئے کہا کہ 'متوفیک' کا مطلب تو حقیقی وفات ہی ہے لیکن اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ لہذا ان کے مطابق آیت کریمہ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران: 56) میں واقعات کی حقیقی ترتیب بیان نہیں ہوئی بلکہ کسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے 'متوفیک' کو پہلے بیان فرما دیا ہے جبکہ ان کے خیال کے مطابق واقعات کی صحیح ترتیب میں سب سے پہلے رافعک ہے۔ افسوس کہ وہ اپنے اس موقف میں بھی بہت کمزور ثابت ہوئے۔ اول تو کسی بھی بلیغ کلام میں کسی لفظ کے پہلے لانے اور کسی کے بعد میں رکھنے کی حکمت ہوتی ہے۔ اس پوری آیت میں سب سے اہم بات عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ہے لہذا اسی سے ابتداء ہونی چاہئے تھی اگر توفی کو اس سے قبل لایا گیا ہے تو ثابت ہوا کہ توفی زیادہ اہم ہے۔

لیکن اگر ہم بفرض محال ان کی بات مان بھی لیتے ہیں تو صورتحال یہ بنتی ہے کہ اس آیت میں مذکورہ چار چیزوں میں سے تین پوری ہو چکی ہیں۔ رفع بھی ہو گیا، آنحضرت ﷺ کی بعثت اور آپ کی تعلیم کے ذریعہ عیسیٰ علیہ السلام پر کافروں کے لگائے ہوئے الزامات سے آپ کی تطہیر بھی ہو چکی ہے، اور آپ کے متبعین کا خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان جو آپ کو سچا رسول مانتے ہیں آپ کے کافر یعنی یہودیوں پر غلبہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ اگر باقی ہے تو صرف آپ کی وفات۔ تقدیم و تاخیر کا مسئلہ کھڑا کر کے انہوں نے یہ کیسی ترتیب بنائی ہے کہ جس میں 'مُتَوَفِّیْک' کو جہاں بھی رکھیں درست نہیں بیٹھتا۔ وفات سے قبل اور وفات کے بعد ہونے والے سب وعدے پورے ہو چکے ہیں صرف درمیان میں ایک بات ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ ثابت ہوا کہ ان کا یہ حل بھی درست ثابت نہیں ہو سکا۔ بلکہ درست وہی ہے جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور وہی ترتیب منطقی اور عین حقیقت ہے جس میں پہلے نمبر پر آپ کی وفات ہے۔

حَکَم عدل کا فیصلہ

اس موضوع کا اختتام ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس سے کرتے ہیں جس سے اس مسئلہ کی حقیقت پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اگر مخالف سمجھے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور ان میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے۔ سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشاء ہے، بے شک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا۔ بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو ان کو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا۔

ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنے والے تھے۔ جیسا کہ آگئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے ان کا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا۔ پس سوچنا چاہئے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہئے تھا اس قدر شور مچانا کس قدر تقویٰ سے دور ہے۔ آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم بن کر آیا، ضرور تھا کہ جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اس قوم کی ظاہر کرتا جن کی طرف وہ بھیجا گیا۔ ورنہ اس کا حَکَم کہلانا باطل ہوگا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 547)

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

مساجد کی اہمیت ان کی تعمیر پر پچاس سال یا سوسال پورے ہونے سے نہیں ہے۔ مساجد کی اہمیت اور ان کی خوبصورتی ان کو آباد کرنے کے لئے آنے والے لوگوں سے ہے جو اللہ کا تقویٰ رکھتے ہیں اور تقویٰ رکھتے ہوئے مساجد میں آ کر پانچ وقت ان کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

(مسجد نور فرینکفرٹ کی تعمیر پر پچاس سال پورے ہونے پر اس مسجد میں فرمودہ خطبہ جمعہ میں مسجد نور کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ)

اسلام کی روشنی کے پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے

دنیا میں اسلام کے خلاف جو نفرت کی دیواریں کھڑی ہیں یا کھڑی کی جارہی ہیں انہیں گرانا احمدی کا فرض ہے۔ انہیں نیکیوں کے فروغ سے گرائیں۔ برائیوں کو ختم کر کے انہیں گرائیں۔ عبادتوں کے معیار اونچے کر کے انہیں گرائیں۔ مسجدوں کو آباد کر کے انہیں گرائیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے انہیں گرائیں کہ اُس نے اس زمانہ میں اِس زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائی۔

دنیا بھر کی جماعتوں کے لئے تاکیدی ہدایت کہ آئندہ سے مسجدوں کے اندرونی ہال میں کسی قسم کی کھانے وغیرہ کی دعوت نہ کی جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 18 / دسمبر 2009ء بمطابق 18 / فتح 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد نُور۔ فرینکفرٹ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ۔ وَاَقِيْمُوا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (الاعراف:30)

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (التوبة:112)

آج مَیں مسجد نور فرینکفرٹ سے یہ پہلا خطبہ دے رہا ہوں۔ جیسا کہ جرمنی میں رہنے والے احمدی جانتے ہیں، اس کی وجہ اس سال اس مسجد کی تعمیر پر پچاس سال پورے ہونا بنی ہے۔ پچاس سال پہلے یہ مسجد اس وقت کی جماعتی ضرورت اور وسائل کے مطابق تعمیر کی گئی تھی۔ گو آج یہ احمدیوں کی تعداد کے مطابق ضرورت پوری نہیں کرتی۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس لئے یہاں کے علاقہ کے احمدیوں کے علاوہ بہت کم تعداد میں دوسروں کو اجازت دی گئی کہ آج جمعہ پر یہاں آئیں۔ یہاں جرمنی کی یہ دوسری مسجد ہے جو جماعت احمدیہ نے تعمیر کی۔ پہلی مسجد ہمبرگ کی تھی جس کے پچاس سال میرا خیال ہے 2007ء میں پورے ہوئے تھے۔ بہرحال وہاں تو کسی تقریب میں مَیں شامل نہیں ہوا تھا لیکن فرینکفرٹ کی اس مسجد کے پچاس سال پورے ہونے کے حوالے سے جماعت جرمنی ایک فنکشن منعقد کرنا چاہتی تھی جس میں انہوں نے بعض شخصیات کو بلایا ہے یا بلانا چاہتے تھے۔ اس لئے امیر صاحب جرمنی نے مجھے کہا کہ میں بھی اس میں شامل ہونے کی کوشش کروں۔ اس لئے مَیں نے مسجد کے پچاس سال پورے ہونے کی اس تقریب میں شامل ہونے اور یہاں جمعہ پڑھنے کی حامی بھر لی تھی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مَیں نے یہ سوچ کر بھی حامی بھری تھی کہ اس حوالہ سے اعلیٰ شخصیات کو جو دعوت دی گئی ہے تو اس تقریب میں کچھ کہنے کا موقع ملے گا اور اسلام کی تعلیم کے بارہ میں ان لوگوں تک بھی گو کہ پہلے آواز پہنچی ہوگی اور جانتے بھی ہوں گے، بہت سارے احمدیوں کے واقف ہیں، لیکن پھر بھی مجھے خود بھی ان تک کچھ نہ کچھ پیغام اپنے رنگ میں پہنچانے کا موقع مل جائے گا۔

ہماری نئی مساجد بھی تعمیر ہوتی ہیں اور دنیا میں جماعت احمدیہ کی کئی پرانی مساجد بھی پھیلی ہوئی ہیں جن کی تعمیر پر پچاس سال یا پچہتّر سال یا سوسال پورے ہو چکے ہیں۔ مساجد کی اہمیت ان کے پچاس سال یا سوسال پورے ہونے سے نہیں ہے۔ مساجد کی اہمیت اور ان کی خوبصورتی ان کو آباد کرنے کے لئے آنے والے لوگوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھتے ہیں اور تقویٰ رکھتے ہوئے مساجد میں آ کر پانچ وقت ان کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

مساجد کے مقام اور اس کی اہمیت کے بارے میں ہمیں قرآن اور احادیث سے بڑی راہنمائی ملتی ہے اور ایک احمدی کی یہی شان اور پہچان ہے کہ ہمیشہ مسجد کے اس مقام کو پہچانے جس کی خدا تعالیٰ نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے اور اسی حوالے سے میں چند باتیں آج کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مسجد کی اہمیت کے بارے میں کچھ کہوں اس مسجد کے حوالے سے بھی چند باتیں کہوں گا۔

یہاں کے رہنے والے تو جانتے ہیں اور اب دنیا کے احمدی بھی جان گئے ہوں گے کہ اس مسجد کا نام ''مسجد نُور'' ہے۔ اتفاق سے گزشتہ دو خطبوں سے مَیں نُور کے حوالے سے اس کے مختلف معانی اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہونے کے بارہ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ پس یہ مسجد اور ہماری ہر مسجد اس نُور کو اپنے دلوں میں قائم کرنے اور اسے دنیا میں پھیلانے کے لئے ہی تعمیر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ چاہے جو بھی اس کی پہچان کے لئے اس کا نام رکھ دیا جائے لیکن اس کا مقصد یہی ہے کہ جو نور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کے ذریعہ سے ہم پر اتارا اور پھر اس کا حقیقی پرتو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنایا تا کہ یہ نور ہر سُو پھیلتا چلا جائے۔ تو یہی ہماری مساجد کا مقصد ہے۔

لیکن یہ بھی اتفاق ہے بلکہ مَیں کہوں گا کہ سوئس (Swiss) حکومت کی بدقسمتی ہے کہ اسلام دشمن ایک پارٹی کے کہنے پر ایک ریفرنڈم کی بنیاد پر یا ایک ریفرنڈم کو بنیاد بناتے ہوئے جس میں ایک حساب سے جو حصہ لینے والے تھے ان کی اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کہ سوئٹزرلینڈ میں آئندہ تعمیر ہونے والی مساجد کے

مینار نہ تعمیر کئے جائیں۔ لیکن یہ بھی رپورٹ ہے کہ اس ریفرنڈم میں جن لوگوں نے حصہ لیا اگر ان کی تعداد کا اندازہ کیا جائے تو 32 فیصد لوگوں نے حقیقت میں ’’ہاں‘‘ میں ووٹ دیئے ہیں کہ مینارے تعمیر نہ کئے جائیں۔ گویا اکثریت یا اس سے لاتعلق رہی ہے یا ان کو تجویز پسند نہیں تھی۔ یہ بھی آج آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی جماعت کا ہی کام ہے کہ جہاں تمام مسلمان فرقے سوئے ہوئے تھے بلکہ بعض نے توجہ دلانے پر یہاں تک بھی کہا کہ کیا ضرورت ہے میناروں کے ایشو پر شور مچانے کی۔ یونہی ہم کیوں ان لوگوں کی مخالفت مول لیں لیکن وہاں صرف جماعت احمدیہ نے پبلک میٹنگ کر کر کے اور سیاستدانوں سے رابطے کر کے بھی اس احمقانہ قانون کے خلاف پہلے بھی آواز اٹھائی اور اب بھی اٹھا رہے ہیں۔ بعض سیاسی پارٹیوں نے ہم سے اس بات پر معذرت کی ہے کہ یہ ہمارا فعل نہیں ہے اور ہم اس قسم کی احمقانہ چیزوں کے بڑے سخت مخالف ہیں۔ بلکہ سوئٹزرلینڈ میں زیورخ میں جہاں ہماری مسجد ہے وہاں کے علاقہ کے لوگوں نے ہمارے حق میں، مسجد کے میناروں کے حق میں نعرے لگائے، جلوس نکالے، سڑکوں پر آئے اور کہا کہ یہ بالکل احمقانہ بات ہے کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ ایک سیاسی پارٹی کے نیشنل لیڈر نے اس ریفرنڈم سے یہ سمجھ کر کہ دوسری پارٹی نے اس ایشو سے اپنا ایک مقام حاصل کر لیا ہے اور اس کی کچھ اہمیت ہو گئی ہے یہ آواز بلند کرنی شروع کر دی کہ اب قانونی طور پر حجاب پر بھی پابندی لگنی چاہئے اور مزید پابندیاں بھی مسلمانوں پر لگنی چاہئیں۔ لیکن اسی پارٹی کی زیورخ صوبے کی جو صوبائی برانچ تھی اس کے صدر اور اس پارٹی کے دوسرے لیڈروں نے اپنے اس نیشنل لیڈر کی اس بات پر سخت احتجاج کیا اور یہاں تک انہوں نے شور مچایا اور اس کو خطوط لکھے کہ اس نیشنل لیڈر کو ٹی وی پر آ کر معافی مانگنی پڑی۔ اور اس کے بعد پھر اس پارٹی کا جو صوبائی لیڈر ہے اس نے ہمارے امیر صاحب سوئٹزرلینڈ کو ایک خط لکھا کہ یہ شخص ہمارا لیڈر ہے لیکن پٹڑی سے اتر گیا ہے۔ اب ہم نے اس کو سیدھے رستے پر ڈال دیا ہے اور ہم ہیں جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔ تو شرفاء ہر جگہ موجود ہیں جو آواز بلند کرنے والے ہیں۔ تو مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ وہ کام ہے جو جماعت احمدیہ اسلام کے دفاع کے لئے ہر جگہ کر رہی ہے اور جماعت کے شور مچانے پر ہی ان سیاستدانوں کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ اس قانون کے خلاف آواز بلند کریں۔

اسلام کے جو نام نہاد ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں ان کا تو صرف یہی کام ہے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے رہیں یا معصوموں کی جانوں سے کھیلتے رہیں اور اس کے باوجود پھر یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی کیا ضرورت تھی اور ہمیں کسی لیڈر کی کسی روحانی لیڈر کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور کتاب مبین کی صورت میں نُور موجود ہے۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس نور سے حصہ لینے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو اس نُور کو جذب کر کے پھر آگے پھیلائے۔

پس اسلام کی یہ روشنی کے پھیلانے کا کام اب صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی مقدر ہے اور اسی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ چنانچہ صرف سوئٹزرلینڈ میں ہی نہیں سپین کے ایک بہت بڑے سیٹلائٹ چینل نے یہ خبر دی اور خبر کے ساتھ پیڈرو آباد میں جو ہماری مسجد بشارت ہے اس کی تصویر دی اور مقامی لوگوں کے انٹرویو دیئے اور سب نے یہ کہا کہ اس قسم کے قوانین جو ہیں یہ بڑے غلط قسم کے قوانین ہیں اور یہ بتایا کہ ہمارے علاقہ میں مسلمانوں کی یہ مسجد ہے یہاں سے تو امن و محبت کا پیغام پھیلانے والی آواز اُٹھتی ہے۔ بلکہ ایک شخص نے تو یہاں تک کہا کہ تم ان لوگوں سے Terrorism کی بات کرتے ہو، یا کسی قسم کی نفرت کی بات کرتے ہو، مَیں تو کہتا ہوں کہ اصل امن پسند یہ لوگ ہیں اور ہمیں بھی ان جیسا ہونا چاہئے۔ یہ ایک انقلاب ہے جو دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے آپؑ سے تربیت پا کر پیدا فرمایا ہے کہ وہ ملک جہاں چند دہائیاں پہلے مسلمان سے سلام کرنا بھی شاید ایک دوسرے کو خوفزدہ کر دیتا تھا۔ آج ٹی وی پر کھل کر وہاں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر سپینش لوگ امن چاہتے ہیں تو ان مسلمانوں جیسے بنیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو امن اور محبت کا سمبل (Symbel) ہیں۔ پس یہ انتہائی احمقانہ حرکت ہے کہ یہ قانون بنایا جائے کہ مساجد کے میناروں کی تعمیر روک دی جائے۔ اگر فرض کر لیں کہ تمام مسلمان دہشت گرد ہی ہیں تو کیا مینار نہ بنانے سے یہ دہشت گردی رک جائے گی؟ نہایت بچگانہ باتیں ہیں۔

مینار کا لفظ تو خود نور سے نکلا ہے اور اس کا مقصد جس کے لئے بنایا جاتا ہے یہ ہے کہ اونچی جگہ سے اذان کی آواز خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کو نماز کے لئے عبادت کے لئے بلانے کے لئے بلند کی جائے۔ پہلے جب یہ بجلی اور لاؤڈ سپیکر کی سہولت نہیں تھی تو مینار پر کھڑے ہو کر ہی اذان دی جاتی تھی۔ اب تو جو مینارے ہیں یہ ایک سمبل (Symbel) کے طور پر ہیں۔ مسلمان ملکوں میں بعض جگہ لاؤڈ سپیکر لگا دیئے جاتے ہیں جن سے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہاں تو اس کی اجازت نہیں۔ ان میناروں کا تو پھر بھی کچھ نہ کچھ مقصد ہے لیکن اگر یہ اعتراض کرنا چاہیں تو چرچوں کے گنبد ہیں یا کون (Cone) ہیں ان پر بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ گو کہ ہمارا مقصد نہیں ہے اعتراض کرنا۔ مَیں نے جو میناروں کا مقصد بتایا ہے جیسا کہ اذان کی آواز پہنچانا اور یہ اذان کیا ہے؟ اذان کے الفاظ میں خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔ اس کی وحدانیت بیان کی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے رسول ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہی انسانی پیدائش کا مقصد ہے اور اسی میں انسان کی فلاح ہے۔ اس لئے فلاح کی طرف آؤ۔ وہ فلاح حاصل کرو جس سے تمہارا دین بھی سنور جائے اور آخرت بھی سنور جائے۔ تمہاری دنیا بھی سنور جائے۔ کتنا حسین اور ٹھوس پیغام ہے جو ان میناروں سے دیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود بھی کہ چرچوں پر ہم اعتراض کر سکتے ہیں، ہم نے اعتراض نہیں کیا، نہ کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ ہم تو ہر ایک کے معبد ہے یا مندر ہے یا چرچ ہے اس کی عزت کرتے ہیں کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں نہ صرف ان عبادت گاہوں کی عزت کرنے کا کہا ہے بلکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر ڈالی ہے تا کہ دنیا میں محبت اور پیار کی فضا قائم ہو۔

فرینکفرٹ کی اس مسجد کے افتتاح کے موقع پر، آج سے پچاس سال پہلے اس مسجد کے مینار کے بارہ میں جو اخبار نے لکھا تھا وہ ان اخبار نویسوں کی شرافت کی عکاسی کرتا ہے۔ اس وقت جرمنی کے ستّر سے زائد اخبارات نے مسجد کے افتتاح کی خبریں شائع کیں۔

مثلاً ایک اخبار ہے فرینکفرٹ رمشاؤ (Frankfurter Rundschah) (اگر مَیں نے تلفظ صحیح بولا ہے) اس نے 14 ستمبر 1959ء کی اشاعت میں لکھا کہ فرینکفرٹ میں ایک سفید مسجد بلند اور دلفریب میناروں کے ساتھ تعمیر ہو چکی ہے۔

اسی طرح Abend Post نے لکھا کہ فرینکفرٹ میں اللہ کا گھر موجود ہے۔

پھر ایک اخبار ’منہائم مورگن‘ نے لکھا کہ اسلام یورپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ ہیڈنگ دے کے پھر تفصیل لکھی اور لکھا کہ محمد (ﷺ) کے پیرو اس سے قبل تلواروں اور نیزوں کی مدد سے جنوبی فرانس تک آئے۔ موجودہ زمانہ میں یہ کام روحانی ہتھیاروں سے ہو رہا ہے۔ بہت سے اسلامی ممالک کے لوگ یورپ آتے ہیں جو ساتھ ساتھ اسلام پھیلانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح مختلف تبلیغی فرقے جن میں ایک فرقہ جس نے خاص طور پر مختلف جگہوں پر مساجد بنائی ہیں مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ہے جو 1890ء میں پنجاب میں قائم ہوا۔

بہرحال سال اس نے تھوڑا سا غلط لکھا ہے۔ 1889ء کی بجائے 1890ء لکھ دیا لیکن خبر بڑی تفصیل کے ساتھ دی۔ لیکن یہ دیکھیں کہ جب جرمنی میں چند ایک جرمن احمدی تھے اس وقت اس مسجد اور اسلام کے حقیقی پیغام کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو پریس نے عزت اور احترام کے ساتھ اپنی خبروں میں پیش کیا۔ یہ ان کی شرافت تھی۔ لیکن اب جب آپ کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے تو آپ کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کے دفاع اور اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مساجد کے مینار جس طرح اس زمانے میں دلفریب تھے آج بھی اسی طرح دلفریب ہیں۔ لیکن آج مغربی ممالک کے بعض لوگ اور سیاستدانوں کی انصاف کی نظر ختم ہو گئی ہے۔ چند ایک کے جرم کو پوری اُمّت کے سر تھوپ دیا جاتا ہے۔ اسلام کے نام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض پریس کے نمائندہ بھی اور پریس میڈیا بھی اس میں غلط کردار ادا کرتا ہے۔ مثلاً کل ٹی وی پر ایک خبر آ رہی تھی (کل کی ہی تھی میرا خیال ہے) کہ ایک شخص نے جو مسلمان تھا (پوری طرح تو مَیں نے خبر نہیں سنی) غالباً برطانوی شہری تھا۔ اس نے اپنی پندرہ سالہ بیٹی کو قتل کر دیا۔ تو خبر اس طرح بیان ہو رہی تھی کہ ایک مسلمان نے اپنی بیٹی کو قتل کر دیا۔ جب کہ اس طرح کے جرائم مغرب کے باشندے بھی کرتے ہیں اور آئے دن اخباروں میں ان جرائم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں بلکہ اس سے زیادہ بھیانک جرائم کی خبریں آ رہی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ نہیں لکھا جاتا کہ فلاں عیسائی نے قتل کر دیا۔ یا فلاں یہودی نے قتل کر دیا یا فلاں مذہب کے ماننے والے نے قتل کر دیا۔ یا یہ جرم کیا ہے۔ فلاں فلاں جرم کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان جرم کرتا ہے تو اسلام کے حوالہ سے ضرور اس کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اسلام کے خلاف ایک مہم ہے۔ پس مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنی حالتوں کو بدلتے ہوئے اس مہم کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور اسلام کی حقیقی تصویر پیش کریں۔ لیکن نہیں۔ آج یہ کام ہر ایک کے بس کا نہیں ہے۔ یہ کام جیسا کہ مَیں نے کہا صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ ہر احمدی کا کام ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی بیعت میں آنے والوں کا کام ہے۔ انہیں سے اب منسوب ہو چکا ہے۔ آپ لوگوں کو مَیں جلسہ میں بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ پس احمدی اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور مساجد اور اس کے میناروں سے اسلام کے نُور کو، اللہ تعالیٰ کے نور کو یورپ اور مغرب کے ہر ملک اور ہر باشندے تک پہنچائیں اور اس کو

پہنچانے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب مسجدوں کے ساتھ جڑ کر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کوشش کریں گے۔ مسجد کے مقام اور اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں گے۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں بھی اس بارہ میں کچھ راہنمائی ملتی ہے۔ ان آیات میں سے پہلی آیت جو تھی سورہ اعراف کی تھی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو کہہ دے کہ میرے ربّ نے انصاف کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ تم ہر مسجد میں اپنی توجہات (اللہ کی طرف) سیدھی رکھو۔ اور دین کو اُس کے لئے خالص کرتے ہوئے اُسی کو پکارا کرو۔ جس طرح اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اسی طرح تم (مرنے کے بعد) لوٹو گے۔

یہ کیا خوبصورت تعلیم ہے۔ اعتراض کرتے ہیں کہ مساجد دہشتگردی کا اڈہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلا حکم یہ دیا ہے کہ انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ پھر مسجد کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ یا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے تمہیں اپنے دلوں کو ہر قسم کی ناانصافی سے پاک کرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں اور کئی مقامات پر بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا: وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ (سورۃ النساء آیت :59) کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلہ کرو۔ یہ ہے خوبصورت تعلیم۔ یہ نہیں کہا کہ جب مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کرو۔ بلکہ محسن انسانیت پر جو تعلیم اتاری گئی تھی وہ بھی کُل انسانیت کی بہتری کے لئے ہے۔ اور اس کا اظہار ایک اور جگہ اس طرح ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی انصاف سے نہ روکے اور جو مسجد فتنہ اور شر کے لئے بنائی گئی تھی اس کے گرانے کا حکم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دے دیا۔

پس مسجد کا تو وہ مقام ہے جہاں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کے لئے آیا جاتا ہے۔ مسجد کا لفظ سَجَدَ سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے عاجزی انکساری اور فرمانبرداری کی انتہا۔ پس مسجد تو یہ اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے والی جگہ ہے اور اس آیت میں یہی حکم ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو مسجد میں جمع ہو کر، ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کو پکارو کہ تو ہی ہے جو ہمیں سیدھے راستے پر چلانے والا ہے۔ ہمارے اندر سجدے کی حقیقی روح پیدا کرنے والا ہے۔ تُو ہی ہے جو ہمیں دین کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دینے والا ہے۔ تُو ہی ہے جو ہمارے سے انصاف کے تمام تقاضے پورے کروانے والا ہے اور اے اللہ تُو ہی ہے جو ہمیں اپنے حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلانے والا ہے اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق دینے والا ہے۔ پس ہم آج تیرے آگے سجدہ ریز ہیں کہ ہمیں ان نیکیوں کے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ایک مومن جسے آخرت پر یقین ہے، مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے پر یقین ہے۔ وہ کوئی ایسی حرکت کر ہی نہیں سکتا جو اسے آخرت کے انعام سے محروم کرے کیونکہ ہر عمل درجہ بڑھانے کا باعث بنتا ہے اور ترقی کا یہ عمل اسی طرح جاری ہے جس طرح پیدائش کا عمل ہوا۔ پس اگر ہر نیکی کے بجالانے کی طرف توجہ نہیں تو روحانی ترقی کے درجے حاصل کرنے بھی ممکن نہیں ہوں گے۔ پس یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک مومن ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے، خالص اس کے لئے ہوتے ہوئے، مسجدوں کی طرف آئے اور دوسری طرف ان مساجد سے نفرتوں کی آوازیں گونجیں جو دنیا میں فتنہ وفساد کا باعث بنیں۔

پس مساجد تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف قدم بڑھانے کا ایک نشان ہیں اور مینارے اس مقصد کے حصول کے لئے ایک ذریعہ ہیں جن پر کھڑے ہو کر اس نور کی طرف بلایا جاتا ہے جو انسان کے لئے اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کو روشن تر کرنے کا باعث بنتا ہے۔

پس آج ہم احمدیوں کا فرض ہے کہ دنیا کو یہ بتائیں کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اور مساجد کی حقیقت کیا ہے۔ دنیا کی بقا بھی اسی سے وابستہ ہے کہ ایک خدا کو مانتے ہوئے اس نُور کو تلاش کریں جو اللہ تعالیٰ کا نُور ہے۔ جو دنیا میں اگر نظر آ سکتا ہے تو آنحضرت ﷺ کی ذات میں نظر آ سکتا ہے۔ جو اگر نظر آ سکتا ہے تو آنحضرت ﷺ پر اتری ہوئی شریعت اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم میں نظر آ سکتا ہے۔ جس کی خوبصورت تعلیم دنیا کی بقا کا واحد ذریعہ ہے۔ جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے راستے دکھانے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے راستے دکھانے کا واحد ذریعہ ہے۔ جس کی خوبصورت تعلیم دنیا کے امن کی ضمانت ہے کیونکہ اس تعلیم پر عمل کرنے والوں کی حالت کا قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے وہ ایک جگہ اس طرح بیان ہوا ہے۔

دوسری آیت جو مَیں نے تلاوت کی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (سب سچے مومن ہیں) اور تو مومنوں کو بشارت دے دے۔ تو یہ ایک مومن کی خصوصیات ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اس کی رضا کے حصول کی کوشش کرتا ہے اس میں یہ پائی جانی ضروری ہیں۔

پہلی بات یہ فرمائی۔ توبہ کرنے والے۔ توبہ کیا چیز ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ برائیوں سے قطع تعلق کرنا۔ اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح فرمائی ہے۔ فرمایا:

’’انسان کو چاہئے کہ اگر توبہ کرے تو خالص توبہ کرے۔ توبہ اصل میں رجوع کو کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرتے پھرو۔ بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، جیسا کہ حق ہے رجوع کرنے کا۔ کیونکہ جب متناقض جہات میں سے ایک کو چھوڑ کر انسان دوسری طرف آ جاتا ہے تو پھر پہلی جگہ دور ہو جاتی ہے‘‘ (جب انسان متناقض جہات، یعنی الٹی طرف جانا شروع کرتا ہے۔ ایک طرف کو چھوڑ کر جب دوسری طرف آتا ہے تو پہلی جگہ سے دوری ہوتی جاتی ہے) ’’اور جس کی طرف جاتا ہے وہ نزدیک ہوتی جاتی ہیں۔ یہی مطلب توبہ کا ہے کہ جب انسان خدا کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور دن بدن اسی کی طرف چلتا ہے تو آخر یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان سے دور ہو جاتا ہے اور خدا کے نزدیک ہو جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 409 جدید ایڈیشن)

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری خصوصیت ایک مومن کی یہ بتائی کہ عبادت کرنے والے ہیں۔ ظاہر ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھ رہے ہوں گے تو خالص ہو کر اس کی عبادت کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور یہی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد قرار دیا ہے۔ اور ایک مومن جو خدا تعالیٰ پر کامل یقین رکھتا ہے وہ اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ عبادت کا حق ادا کرے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ عبادت کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے اور عبادت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کا حق ادا کرنا ہوگا۔ اور اس کا حق اس کو، نماز کو قائم کرنے سے ادا ہوگا۔ فرمایا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (البقرة: 44) کہ نماز کو قائم کرو اور نماز کا قائم کرنا یہی ہے کہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے اور یہی نمازوں کی ادائیگی کا حقیقی حق ہے۔

یہاں ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کہ مجھے اس مسجد کے بارہ میں پتہ لگا ہے کہ یہاں نمازوں کے وقت پوری طرح پر مسجد میں لوگ نہیں آتے۔ مجھے کسی نے لکھا تھا، بلکہ کسی لوکل اخبار نے بھی لکھا کہ ایک وقت میں یہاں پانچوں نمازیں ہوتی تھیں اب یہ مسجد صرف جمعہ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس علاقہ کے لوگوں کا، احمدیوں کا فرض بھی ہے کہ یہاں آئیں۔ باقاعدہ پانچ وقت یہ مسجد کھولیں اور نمازیں ادا کیا کریں۔ صرف عشاء کی نماز ادا کرنا یا مغرب کی نماز ادا کرنا یا چند ایک کا فجر پر آ جانا ہی کافی نہیں ہے۔ یہ حق آپ ادا کریں گے تو تبھی آپ حقیقی مومن کہلانے والے ہوں گے۔ مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے غیر بھی اکثر یہ سوال پوچھتے ہیں کہ کیوں مسجد بنا رہے ہیں۔ پرسوں بھی ایک شہر میں جہاں مَیں نے مسجد کی بنیاد رکھی ہے، وہاں پریس والے نے یہی سوال کیا کہ آپ مسجدیں کیوں بنا رہے ہیں؟ تو سیدھا سادہ جواب تو اس کا یہی ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے جس کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ نماز کے قیام کا حکم ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ باجماعت ادا کرو۔ اس لئے مسجد تعمیر کرتے ہیں کیونکہ حقیقی نمازیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں اور جو نمازیں اس سوچ کے ساتھ ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (الماعون:5) پس ان نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نمازیں ظاہری حرکات کے لئے تو ادا کرتے ہیں اور اس مقصد کو بھول جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی کامل فرمانبرداری ہے۔

پس قرآن کریم تو خود ہر قدم پر توجہ دلا رہا ہے اور توجہ دلا کر ایک حقیقی مسلمان کو اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا رہا ہے۔ پھر ایک حقیقی مسلمان خدا تعالیٰ کی حمد کرنے والا بھی ہے اور حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کا جامع سمجھتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کا جامع سمجھتے ہوئے اُن تمام احکامات پر عمل کرنے والا ہو جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ حقیقی مومن ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ ایسی حرکت کرے جو اسے خدا تعالیٰ کی رضا سے دور لے جانے والی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حمد کے بارہ میں کہ یہ کیا چیز ہے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’تمام اقسام حمد کے‘‘ (جو تمام قسمیں ہیں حمد کی) ’’کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں‘‘۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 436۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر 11)

تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ سوچ رکھنے والے جب اس کے سامنے جھکتے ہیں، اس کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں حتیٰ کہ اپنے گھروں سے بھی اس کی رضا کے حصول کے لئے ہی نکلتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جو پھر نیکیاں پھیلانے والے ہیں اور برائیوں سے روکنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی حدود وہ تمام احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کو دیئے ہیں۔ ایک متقی کا یہی کام ہے کہ ان حدود کے دائرہ کے اندر رہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بشارت دیتا ہے۔ یہ شور، یہ مخالفتیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

یہاں اس حوالہ سے مَیں ایک یہ بات بھی آپ کو کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنے والوں کے لئے بھی بشارت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا، ان میں ایک تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کے لئے نکلتے ہیں۔ اس کے پیغام کی اشاعت کے لئے مصروف ہیں۔ تبلیغ بھی ایک جہاد ہے۔ اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حکم بھی فرمایا ہے اور توفیق بھی عطا فرما رہا ہے۔ دوسرے وہ بھی ایک طرح اس میں شامل ہیں جن کے حالات اپنے ملکوں میں اس قدر تنگ کر دیئے گئے کہ انہیں ہجرت کرنی پڑی۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اگر تمہیں توفیق ہے تو اگر تم پر دینی تنگیاں وارد کی جاتی ہیں تو ہجرت کر جاؤ۔ آپ میں اکثر اس وجہ سے یہاں آئے ہیں اور جرمن حکومت کی بھی یہ مہربانی ہے کہ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے کہ آپ اپنے ملک میں آزاد نہیں ہیں، بعض تنگیاں وارد کی جارہی ہیں، آپ کو یہاں رہنے کی اجازت دے دی۔ اس لئے ہمیشہ یہ ذہن میں رکھیں کہ اگر آپ نے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اگر حقیقی احمدی کہلانا پسند کرنا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے دنیوی اور اخروی انعاموں کو بھی اپنے اور پھر اپنی نسلوں پر بھی نازل ہوتے دیکھنا ہے تو ان مومنین میں سے بننا ہوگا جو عبادتوں کا بھی حق ادا کرنے والے ہیں۔ اپنے رکوع و سجود سے کامل فرمانبرداری کا اظہار کرنے والے ہیں۔ نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہیں اور معاشرے میں بھی یہ نیکیاں پھیلانے والے ہیں۔ برائیوں سے اپنے آپ کو بھی بچانے والے ہیں اور معاشرے کو بھی بچانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر حتی الوسع کوشش کرنے والے ہیں اور اپنی نسلوں کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کرانے والے ہیں۔ اگر یہ باتیں نہیں تو پھر اسلام دشمن یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہمیں یہ نہیں پتہ کہ تمہاری تعلیم کیا ہے۔ ہم تو تمہارے عمل دیکھ کر تمہیں اور تمہارے دین کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ پس ایک باغیرت احمدی کی طرح ہمیشہ اپنے کسی فعل اور حرکت سے احمدیت اور حقیقی اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس درد کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف منسوب ہو کر پھر ہمیں بدنام نہ کریں۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ اس ملک میں آ کر مجھے اپنے حالات پہلے سے بہتر کرنے کا اور آزادی سے زندگی گزارنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی وجہ سے دیا ہے۔ اس لئے مَیں نے خدا تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے اپنی زندگی اس نہج پر گزارنی ہے کہ جو جہاں مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنائے وہاں دشمنانِ اسلام کے منہ بند کرنے والی بھی بنائے۔ امر بالمعروف میرا طرۂ امتیاز ہو اور نہی عن المنکر میری پہچان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک بڑا مقام عطا فرمایا ہے اور جو احمدی مسلمان ہیں انہوں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم اس مقام کو حاصل کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کی سرتوڑ کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ یہ ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس (آل عمران:111) کہ تم وہ لوگ ہو جو انسانیت کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ صرف اپنی بھلائی نہیں بلکہ دوسروں کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قطع نظر اس کے کہ کون کس مذہب کا ہے آج انسانیت کی بھلائی تمہارے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ یونہی نہیں مل گیا بلکہ یہ وجہ بتائی کہ تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔ پس اگر اپنے اندر یہ نیکیاں ہوں گی۔ آپس میں احمدی معاشرے میں بھی ان نیکیوں کا اظہار نظر آ رہا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں بتائی ہیں۔ تبھی دوسروں کو ہم فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ تبھی ہم یہ اعزاز حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا دوسرے اس سے کیا سبق حاصل کریں گے۔ پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر اس پر بہت بڑی ذمہ داری پڑ گئی ہے اور اس بات کی شکرگزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مزید توجہ دیں کہ جب زمین آپ پر تنگ کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں پھیلنے کی توفیق دی۔ آپ کا دنیا میں نکلنا آپ کے کسی استحقاق کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور اس لئے بھی تھا کہ بعض مسلمانوں کے عمل سے جب اسلام کے خلاف بغض اور عناد کی دیواریں بعض طبقات کی طرف سے کھڑی کی جائیں گی تو اس وقت احمدی وہاں موجود ہوں جو اپنے نمونے سے اور اس حقیقی اسلام کی تعلیم کے اظہار سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے اسلام کا دفاع کریں۔ دنیا کو دکھائیں کہ آؤ دیکھو مساجد کی کیا حقیقت ہے۔ آؤ دیکھو ہم تمہیں بتائیں کہ میناروں کی کیا حقیقت ہے۔ آؤ دیکھو ہم تمہیں بتائیں کہ اعلیٰ اخلاق کیا ہیں۔ آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ نیکیاں کس طرح پھیلائی جاتی ہیں اور برائیاں کس طرح دُور کی جاتی ہیں۔ آؤ ہم تمہیں بتائیں کہ دنیا کا امن کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔

پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آج احمدیوں کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ دنیا کو بتانا ہے کہ یہ حقیقی اسلام ہے جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے اور اس کے پھیلانے کی خاطر ہر احمدی مرد، عورت، بچہ، جوان اپنی جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کا عہد کرتا ہے۔ اگر ہم نے اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز نہ کیا تو ہم اسلام کا دفاع کسی صورت نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’مَیں بار بار اور کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ظاہر نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونو مشترک ہیں۔ تم بھی مسلمان ہو، وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم بھی کلمہ گو ہو، وہ بھی کلمہ گو ہیں۔ تم بھی اتباع قرآن کا دعویٰ کرتے ہو، وہ بھی اتباع قرآن ہی کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تو تم اور وہ دونوں برابر ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو اور دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلیٔ حالت کی دلیل نہ ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 604۔جدید ایڈیشن)

پس خیرِ امت بننے کے لئے، حقیقی تعلیم پیش کرنے کے لئے ہمیں عملی ثبوت پیش کرنے ہوں گے۔ اپنی حالتوں کو بدلنا ہوگا۔ اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرنا ہوں گے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنی ہوگی اور پھر اس کو معاشرے میں پھیلانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس حوالے سے کہ مسجد میں افتتاح بھی ہوتے ہیں یہ تو خیر پچاس سالہ تقریب ہے۔ ایک بات مَیں اَور کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مساجد کیونکہ چھوٹی ہیں تو مسجدوں کے افتتاح پر اب عموماً یہ روایت بن گئی ہے کہ جو ریسپشن ہوتی ہے اس میں مسجد کے اندر ہی میٹ (Mat) بچھا کر دعوت اور کھانے وغیرہ کا انتظام کرلیا جاتا ہے۔ آئندہ سے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کہیں مسجد کی ریسپشن وغیرہ ہونی ہے تو صحن میں مارکی لگا کر کریں۔ مسجد کا جو اندرونی ہال ہے اس میں کسی قسم کی کوئی کھانے وغیرہ کی دعوت آئندہ سے نہیں ہوگی۔ یہ آپ بھی نوٹ کرلیں اور دنیا میں رہنے والی باقی جماعتیں بھی نوٹ کرلیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کے سالانہ اجتماع کا شاندار انعقاد

(عثمان احمد طالع ۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو ملک کے مرکزی شہر فری ٹاؤن میں **20** تا **22** نومبر **2009**ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار سہ روزہ سالانہ نیشنل اجتماع کروانے کی توفیق ملی۔ جس میں ملک بھر سے **200** سے زائد جماعتوں کے کل **1351** خدام نے شرکت کی۔

یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ شروع سال سے ہی اجتماع کے انعقاد کا اعلان کرکے ریجنل لیول پر تیاری شروع کر دی گئی۔ قائدین اور مربیان کرام نے بھرپور تعاون کیا۔

اجتماع کا آغاز اجتماعی نمازِ تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کریم دیا گیا۔

پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ مکرم امیر و مشنری انچارج سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے خدام کی تربیت اور مجلس خدام الاحمدیہ کو منظّم اور فعال رنگ میں کام کرنے کے بارہ میں اپنی نصائح سے نوازا۔

ڈاکٹر شیخ صالح ابراہیم کمارا اور الحاج آنریبل پیراموئنٹ چیف محمد بانیاں ممبر آف پارلیمنٹ نے خطاب کیا۔ اور حکومتی سطح پر منسٹر آف ایجوکیشن اینڈ یوتھ ڈویلپمنٹ کے نمائندہ نے شرکت کی اور صدرِ مملکت کے سلوگن Attitude change کے حوالہ سے خدام کو اپنے رویہ میں بہت تبدیلی لانے کی تلقین کی۔

مارچ پاسٹ

اجتماع کے دوسرے دن حسب روایت خدام نے فری ٹاؤن میں ایک گھنٹہ تک مارچ پاسٹ کیا۔ سب شاملین مارچ پاسٹ خدام یونیفارم میں ملبوس تھے۔ یہ نظارہ مختلف طبقہ کے لوگوں کے لئے قابلِ دید اور جماعت کے مزید تعارف کا ذریعہ بنا۔

اجتماع میں خدام کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف تربیتی موضوعات پر مختلف مقررین نے تقاریر کیں۔ اس کے علاوہ علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ جن میں تلاوت قرآن کریم، اذان، کوئز پروگرام، مشاہدہ معائنہ، فی البدیہہ تقریر وغیرہ ۔ اور ورزشی مقابلہ جات میں فٹ بال، رسہ کشی، 00 میٹر، 200 میٹر، 400 میٹر دوڑ کے علاوہ Sack Race بھی شامل تھی۔

اختتامی تقریب

سالانہ اجتماع کی اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے خدام کی تربیت کے لئے زریں نصائح فرمائیں ۔ اور علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے۔ ریجنز میں سے کارکردگی کے لحاظ سے اول BO ریجن قرار پایا۔

علاوہ ازیں اجتماع آرگنائزنگ کمیٹی اور بہترین کام کرنے والے خدام اور طلباء کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے گئے۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو باثمر کرے اور خدام کی تربیت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

بقیہ:دورہ بلجیم از صفحہ نمبر 16

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے برکتیں دیکھی ہیں ساری دنیا میں کہ جب احمدی کوئی پراجیکٹ شروع کردیں تو خداتعالیٰ کس طرح ان کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح **خداتعالیٰ کی برکات جماعت بلجیم پر بھی ہوں گی۔**

حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ لجنہ کی طرف سے بھی مسجد فنڈ میں ایک ہزار گرام سونا جمع ہو چکا ہے جس کی مالیت 22 ہزار یورو کے لگ بھگ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **پبلک ریلیشن بڑھانے، جماعت کا پیغام پہنچانے اور اپنا تعارف کروانے کے بارہ میں** ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ باقاعدہ پروگرام بنا کر ایک منصوبہ بندی کے ساتھ ڈورٹوڈور (Door to Door) ہر گھر میں جائیں۔ اپنا تعارف کروائیں، اسلام کی امن کی تعلیم بتائیں۔ انہیں بتائیں کہ احمدیت کیا ہے۔ اپنا تعارف کروائیں۔ سوئٹزرلینڈ کے حوالہ سے بتائیں کہ مساجد کے میناروں کے بارہ میں وہاں جو فیصلہ ہورہا ہے وہ اس سارے ایریا میں اثر انداز ہوگا۔ ہم تو امن پسند لوگ ہیں قانون کی پابندی کرنے والے ہیں۔ اور جہاں بھی رہتے ہیں وطن سے محبت کرنے والے ہیں۔

حضور نے فرمایا **وقارعمل کا بھی پروگرام بنائیں۔** جب نئے سال کا آغاز ہوتا ہے تو ان ملکوں میں بہت زیادہ آتش بازی کی جاتی ہے۔ اور سڑکوں میں، راستوں پر بہت گند پھیلاتے ہیں خدام باقاعدہ پروگرام کے تحت وقارعمل کرسکتے ہیں۔ اپنا وجود ان کو بتانے کے لئے، اپنی شناخت کروانے کے لئے کہ آپ کیا ہیں۔

اسی طرح **چیریٹی واک** کے ذریعہ رقم اکٹھی کر کے مختلف ضرورتمند اداروں اور کونسل وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا اسی طرح **پیس(Peace) کانفرنس** کا انعقاد کیا جاسکتا ہے تا کہ لوگوں تک صحیح اسلام کا پیغام پہنچے۔ اسلام کو امن کی تعلیم پہنچے اور آپ کا ایک تعارف ہو۔

مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے تجویز پیش کی کہ کمرشل میڈیا کے ذریعہ بھی جماعت کا تعارف کروایا جائے اور اس ذریعہ کو بھی استعمال کیا جائے۔ اس تجویز پر حضور نے فرمایا کہ اس پر تو بہت زیادہ خرچ آئے گا۔ آپ اپنے Sources استعمال کریں۔ کیوں ہم اس طرح بڑی رقمیں خرچ کریں۔ انصار، خدام اور لجنہ سب سے کام لیں اور اچھی لابنگ کریں۔

نیشنل سیکرٹری مال سے حضور انور نے کمانے والے احباب کی مجموعی تعداد اور پھر چندہ عام ادا کرنے والے اور چندہ وصیت ادا کرنے والے اور ان کے چندوں کے معیار کا بڑی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا۔ اور فرمایا کہ آپ کے چندوں میں اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔ جو لوگ آپ کے بجٹ میں ابھی تک شامل نہیں ان کو اپنے بجٹ میں شامل کریں۔ پھر جو بزنس کرنے والے احباب اور کاروباری لوگ ہیں ان کو کہیں کہ آپ اپنے اپنے بزنس کے مطابق آپ کی جو بھی آمد ہے اس کے مطابق چندہ ادا کریں تو اس سے انشاء اللہ العزیز آپ کے چندوں میں اضافہ ہوگا۔

مسجد کی تعمیر کے اخراجات کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ سَر جوڑ کر بیٹھیں کہ کس طرح کرنا ہے۔ آپ کو محنت کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ چلیں اب چھ لاکھ سے شروع کردیں۔ حضور نے فرمایا مجھے امید ہے آپ پراجیکٹ شروع کریں رقم آنی شروع ہو جائے گی۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ کی تبلیغ کا پلان کیا ہے۔ کیا آپ عربوں سے باہر نکل کر بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو دیہات ہیں چھوٹے قصبے ہیں ان میں جائیں اور تبلیغ کریں۔ ان سے میٹنگ کریں، سیمینار کریں، مربی صاحب کو مصروف رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **مبلغ سلسلہ بلجیم کو** ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہر مہینہ میں دو خطبے برسلز میں دیا کریں اور باقی دو خطبے باری باری دوسرے سینٹر میں دیا کریں۔ اس طرح دوسرے سینٹرز میں ان کے دوسرے پروگراموں، جماعتی جلسوں میں بھی جایا کریں۔

نیشنل سیکرٹری تربیت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: جماعتوں میں تربیت کی کوشش کریں۔ اتنی چھوٹی سی جماعت ہے ایک واقعہ ہو جاتا ہے تو سارے بلجیم میں پتہ چل جاتا ہے بلکہ پاکستان میں بھی مشہور ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خطبوں کا خلاصہ لکھ کر ان کی زبانوں میں بھجوائیں۔ نومبائعین کو سنبھالیں۔ ان کو ان کی زبانوں میں خطبے کا خلاصہ ضرور ملنا چاہئے۔

وصیت کے چندہ کی ادائیگی کے بارہ میں سیکرٹری صاحب وصایا کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ وصیت ایک ایسی تحریک ہے جس میں سب سے پہلے تقویٰ ہے۔ ایک موصی کا تقویٰ کا معیار سب سے زیادہ بلند ہونا چاہئے۔ اگر وہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر چندہ دے رہا ہے کہ میرا اتنا ہی معیار ہے تو پھر اس کے مطابق دے۔ کم آمد ہے تو کم دے۔ زیادہ آمد ہے تو زیادہ دے۔ جو بھی آمد ہے اس پر تقویٰ کے ساتھ دے۔

چندہ کے بقایا دار ہونے کے لحاظ سے ایک سوال پر حضور نے فرمایا کہ جو چھ ماہ کی شرط ہے یہ ایک انتظامی معاملہ ہے۔ اور عموماً کسانوں وغیرہ کے لئے ہے جن کو فصل آنے پر آمد ہوتی ہے۔ باقی ہر شخص کو اپنی ماہانہ آمد پر ہر ماہ چندہ ادا کرنا چاہئے۔ جو مہینے کے مہینے کما رہا ہے اس کو ہر ماہ چندہ دینا چاہئے۔ جو لازمی، ضروری چندے ہیں وہ بروقت دینے چاہئیں۔ **چندہ وصیت ہر ماہ نیک نیتی کے ساتھ اپنی آمد پر دینا ہے۔**

ایک موصی کے تعلق میں حضور انور کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا گیا کہ وہ چھ ماہ کا بقایا دار ہو گیا ہے۔ حضور نے فرمایا قواعد وصیت پڑھیں۔ آپ کی طرف سے اب تک مرکز کو اطلاع آجانی چاہئے تھی کہ اس کی وصیت منسوخ کی جائے۔

حضور نے فرمایا اگر انکم نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں۔ یہ کہہ کر کہ آج کل آمد نہیں ہے جو بھی گھر کا گزارہ ہے اس میں سے چندہ ادا کیا جائے۔ یا یہ لکھ دیں کہ میری آمد نہیں ہے میری وصیت منسوخ کردی جائے اور جب حالات درست ہوں گے تو بحالی کی کوشش کروں گا۔ تقویٰ اور نیکی کی روح پیدا ہونی چاہئے۔ ایسا موصی خود لکھ کر دے یا پھر انتظامیہ لکھ کر بھجوائے۔ چندہ عام میں تو یہ شرط ہے کہ مجبوری کی صورت میں اجازت حاصل کر کے کم ادا کردو لیکن چندہ وصیت میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا لوگ قرض لے کر خرچ کرتے ہیں لیکن اس پر بھی چندہ وصیت ادا کرتے ہیں۔ پھر جب ان کی آمد ہوتی ہے تو قرض اتارتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں کہ آمد میں سے اتنی رقم قرض اتارنے پر صرف ہوگی اور اس پر چندہ ادا نہیں کروں گا کیونکہ اس پر چندہ پہلے ہی ادا ہو چکا ہے۔

سود کے تعلق میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ اگر سود مل رہا ہے تو اپنے آپ پر خرچ نہ کرو، اشاعت اسلام پر خرچ کرو۔

عاملہ کی میٹنگ کے انعقاد کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ **ہر مہینہ عاملہ کی میٹنگ ہونی چاہئے۔ عاملہ کے جو سیکرٹریان باوجود یاددہانیوں کے عاملہ کے اجلاس میں شامل نہیں ہوتے ان کے نام مرکز کو بھیجیں تا کہ ان کو ہٹایا جائے۔**

امیر صاحب بلجیم نے عرض کی کہ بعض سیکرٹریان دور رہتے ہیں اور شامل نہیں ہوتے۔ حضور نے فرمایا آپ تین تو ہیں امیر صاحب، مبلغ سلسلہ اور جنرل سیکرٹری صاحب آپ میٹنگ کر لیا کریں۔ میٹنگ ضرور ہونی چاہئے۔ اور پھر جو غیر حاضر ہوں ان کی باقاعدہ رپورٹ آنی چاہئے۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ بعض دفعہ میٹنگ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی ایجنڈا سامنے نہیں ہوتا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ایجنڈا ہونا تو ضروری نہیں ہے۔ **آپ میٹنگ میں سیکرٹریان سے ان کے کام کی رپورٹس حاصل کریں** کہ دوران ماہ ہر سیکرٹری نے کیا کام کیا ہے۔ ہر سیکرٹری اپنی رپورٹ پیش کرے۔ سیکرٹری تبلیغ اپنے کام کے بارہ میں بتائے کہ یہ یہ کام ہوئے، اتنے رابطے ہوئے، اتنے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ سیکرٹری مال بجٹ کے بارہ میں بتائے اگر کمی ہے تو اس کو ڈسکس کیا جائے۔

اسی طرح سیکرٹری تحریک جدید، وقف جدید اپنے چندوں کے حصول کی رپورٹ دے اور امور خارجہ نے کیا کام کیا ہے اس سے رپورٹ لیں۔ مبلغ اپنی رپورٹ دے کہ اس نے تبلیغ، تربیت کے بارہ میں کیا کام کیا ہے۔

حضور نے فرمایا میٹنگ میں ایجنڈا ہو یا نہ ہو سب سیکرٹریان سے رپورٹس لی جاتی ہیں۔ اس طرح کام کرنے کی روح پیدا ہو جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا ہر میٹنگ میں جو غیر حاضر ہوتے ہیں ان کی رپورٹ آنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا گزشتہ تین سالوں میں 36 میٹنگز بنتی ہیں۔ ان میں سے جو 18 میں آئے ہیں وہ محل نظر ہیں کہ ان کو آئندہ خدمت کا موقع دیا جائے یا نہ دیا جائے۔ جائزہ لے کر اپنی رپورٹ بھیجیں۔

مبلغ سلسلہ بلجیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ وہ بلجیم کی مقامی فلیمش زبان بھی سیکھیں۔ نیز اپنے کام کی روزانہ ڈائری بھجوائیں۔

حضور انور نے فرمایا: **امیر جماعت اور مربی سلسلہ دونوں گاڑی کے اگلے پہیے ہیں اگر ان میں سے ایک میں بھی کوئی خرابی ہوئی تو پھر گاڑی نہیں چلے گی۔**

صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ نے نئے سال کے آغاز پر سڑکوں، گلیوں وغیرہ میں وقارعمل کا کیا پروگرام بنایا ہے۔ صدر صاحب نے بتایا کہ ہماری 14 مجالس میں سے 9 مجالس کو حکومت کے متعلقہ شعبوں کی طرف سے وقارعمل کی اجازت مل چکی ہے۔

حضور نے فرمایا مسجد کے لئے جو نئی جگہ آپ حاصل کر رہے ہیں وہاں بھی وقارعمل کی کوشش کریں۔

نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بجے رات اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

14؍دسمبر 2009ء بروز سوموار:

بلجیم سے روانگی اور جرمنی میں ورود مسعود

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سات بج کر بیس منٹ پر ’’بیت السلام۔ برسلز‘‘ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب بلجیم سے دریافت فرمایا کہ اس نماز کے ہال میں کتنے لوگ آجاتے ہیں۔ امیر صاحب نے بتایا کہ ستّر کے قریب اس ہال میں آجاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ تعداد تو اس سے زیادہ ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ تنگ ہو کر ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ نماز باہر مارکی میں ادا کر لیتے ہیں۔ اس پر امیر صاحب نے عرض کی کہ باہر آج شدید سردی ہے اور گاڑیوں پر بھی برف جمی ہوئی ہے اس لئے نماز مشن کے اندر ادا کرنے کا پروگرام رکھا تھا۔

حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس سے باہر تشریف لائے۔ پھر رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج بلجیم کا دورہ مکمل کرنے کے بعد جرمنی روانگی کا پروگرام تھا۔ روانگی سے قبل دس بجے مکرم امیر صاحب بلجیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دفتری ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے مشن ہاؤس کے تعلق میں بعض ہدایات دیں۔

صبح سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب جماعت حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ بہت سے احباب جو صبح نماز فجر کے لئے آئے تھے مشن ہاؤس میں ہی رُکے ہوئے تھے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی روانگی کے بعد ہی یہاں سے جائیں گے۔ ان احباب میں نومبائعین بھی شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان سب احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور دعا کروائی اور پھر قافلہ بلجیم مشن ہاؤس سے جرمنی (Germany) کے لئے روانہ ہوا۔

جماعت بلجیم کی دو گاڑیاں قافلے کے ساتھ تھیں ان میں سے ایک گاڑی قافلے کو Escort کر رہی تھی۔ پروگرام کے مطابق ان دونوں گاڑیوں نے بلجیم اور جرمنی کے بارڈر Aachen تک ساتھ جانا تھا اور وہاں سے جماعت جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہنا تھا۔

برسلز سے Aachen بارڈر کا فاصلہ 150 کلومیٹر ہے۔ گیارہ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ آخن بارڈر پر پہنچا جہاں مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم یحییٰ زاہد صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، مکرم عبداللہ سپرا صاحب اور مکرم حافظ مظفر عمران صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے اپنی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ان سب آنے والے احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور انور نے کچھ دیر کے لئے امیر صاحب جرمنی سے گفتگو فرمائی۔

یہاں آگے روانگی سے قبل حضور انور نے بلجیم سے یہاں تک ساتھ آنے والے احباب امیر صاحب بلجیم، مبلغ انچارج بلجیم، جنرل سیکرٹری صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور خدام کی سیکورٹی ٹیم کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

قریباً بارہ بجے یہاں سے فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے بیت السبوح فرینکفرٹ کا فاصلہ 262 کلومیٹر ہے۔ جماعت جرمنی کی ایک گاڑی قافلے کو Escort کررہی تھی اور دوسری دو گاڑیاں قافلے کے پیچھے تھیں۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد دوپہر دو بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بیت السبوح فرینکفرٹ میں ورود مسعود ہوا۔ جونہی حضور انور کی گاڑی 'بیت السبوح' کے بیرونی گیٹ سے داخل ہوئی احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد نے جن میں خواتین، مرد، بچے اور بوڑھے سبھی شامل تھے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ فضا مسلسل نعروں سے گونج رہی تھی۔ اھلاً وسھلاً و مرحبا کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔ بیت السبوح کے اس احاطہ کو خوبصورت، رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ بچیاں اور بچے رنگ برنگے کپڑے پہنے ہوئے اپنے ہاتھوں میں پرچم لہراتے ہوئے استقبالیہ گیت پڑھ رہے تھے۔ خواتین اور مرد ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ فرینکفرٹ کی جماعت کے علاوہ لوکل امارات Main- Taunus, Hoch-Taunus, Offenbach, Friedberg, Wiesbaden, Dieburg, Rodgau اور Hanau سے بھی بہت بڑی تعداد میں مرد و خواتین اور بچے اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے بیت السبوح پہنچے تھے۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے مکرم ادریس احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب نائب امیر اور مکرم محمود احمد طاہر صاحب نائب امیر جرمنی نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے شام کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور پھر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ Augsburg، Peine اور فرینکفرٹ کے ارد گرد کی جماعتوں سے آنے والی 19 فیمیلیز کے 95 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان ملاقات کرنے والی فیمیلیز نے حضور انور کی خدمت میں اپنے مسائل اور مشکلات پیش کر کے دعا کی درخواست کی۔ بچوں اور بچیوں نے اپنی تعلیم میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں لیں۔ بڑے بچوں کو حضور انور نے قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ان سبھی فیمیلیز نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعائیں لیتے ہوئے ہال سے رخصت ہوئے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام سات بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سوا سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

1۔ عزیزہ لبیبہ بنت مکرم طاہر احمد صاحب (مبلغ بلغاریہ۔ حال جرمنی) کا نکاح عزیزم طاہر احمد ملک ابن مکرم محمود احمد ملک صاحب آف کینیڈا کے ساتھ۔

2۔ عزیزہ تنویر الاسلام بنت مکرم نصیر احمد صاحب آف جرمنی کا نکاح عزیزم سلمان رسول ابن مکرم اعزاز رسول صاحب جرمنی کے ساتھ۔

3۔ عزیزہ طاہرہ رفیق شیخ بنت مکرم رفیق احمد شیخ صاحب مرحوم آف جرمنی کا نکاح عزیزم عدیل خرم عباسی ابن مکرم شاہد احمد عباسی صاحب جرمنی کے ساتھ۔

نکاحوں کے اعلان کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی اور فریقین نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

مکرم طاہر احمد صاحب مبلغ بلغاریہ کی بیٹی عزیزہ لبیبہ طاہر کا رخصتانہ کا پروگرام آج ہی تھا اور جماعتی سینٹر بیت السبوح کے ایک ہال میں اس کا انتظام کیا گیا تھا پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رخصتانہ کی اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور اس تقریب کو رونق بخشی اور بچی کو اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔ ساڑھے آٹھ بجے حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے زیر ہدایت

مختلف زبانوں میں

تراجم قرآن کریم کی اشاعت

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن)

جولا (Dioula) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

جولا (Dioula) زبان آئیوری کوسٹ، بورکینا فاسو اور مالی میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مکرم عبدالرشید انور صاحب سابق مبلغ انچارج آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں کہ:

''جولا (Dioula) زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد میں 1998ء میں ہوا۔ یہ ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم Coulibaly Moussa کو حاصل ہوئی۔ خاکسار کی نگرانی میں ترجمہ کی نظر ثانی کے لئے ایک بورڈ تشکیل دیا گیا جس کے حسب ذیل ممبر تھے۔

1۔ مکرم Diabate Mamadou صاحب، سابق نیشنل سیکرٹری مال۔

2۔ مکرم Dao Moussa صاحب۔

3۔ مکرم Coulibali Sinan صاحب (لوکل معلم)

4۔ مکرم Abdul Kasim Toure صاحب۔ (لوکل مبلغ)

5۔ مکرم Kone Issiaka صاحب (لوکل معلم)

جولا ترجمہ کے لئے جماعت کے شائع شدہ فرنچ ترجمہ قرآن کریم کو بنیاد بنایا گیا۔ بعض آیات کے ترجمہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اردو ترجمہ قرآن کریم سے بھی استفادہ کیا گیا۔ کمپیوٹر پر Page setting کے سلسلہ میں عزیزہ لبنیٰ سعید اور عزیزہ ھبۃ المنعم انور اور نصیر الدین علی احمد صاحب کو خدمت کی توفیق ملی۔

عربی متن کے ساتھ ترجمہ کی پیسٹنگ اور چیکنگ کے کام کی نگرانی مکرم وسیم احمد صاحب اور مکرم رافع احمد تبسم صاحب مبلغین سلسلہ نے انجام دی۔

ایک ہزار صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن مجید جولائی 2002ء میں پرنٹ ویل پریس امرتسر (انڈیا) سے شائع ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے صرف ایک ہفتہ قبل آئیوری کوسٹ پہنچا۔ اس زبان میں یہ سب سے پہلا ترجمہ قرآن ہے''۔

قتلان (Catalan) زبان میں ترجمہ قرآن مجید

قتلان (Catalan) زبان سپین، فرانس، اٹلی اور Andorra کے مختلف علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد ساڑھے سات ملین سے زائد ہے۔

مکرم ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب آف سپین تحریر کرتے ہیں کہ قتلان زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر کیا گیا اور اس کے لئے ایک قتلانی خاتون Miss Silvia Morales کی خدمات حاصل کی گئیں جو بارسیلونا میں پیدا ہوئیں اور بارسیلونا یونیورسٹی سے ترجمانی میں گریجوایشن کی۔ یہ خاتون چار زبانوں Castellan، Catalan، فرنچ اور انگریزی میں مہارت رکھتی ہیں۔

قتلان زبان میں ترجمہ قرآن مجید حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے انگریزی ترجمہ قرآن مجید سے کیا گیا جس میں بعض آیات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے متبادل ترجمہ کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔ اس ترجمہ میں سورتوں کے آغاز میں ان کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے اور آخر پر قرآن مجید کے مضامین کا ایک انڈیکس بھی شامل ہے۔

ترجمہ کے سلسلہ میں ابتدائی رابطہ مئی 1997ء میں ہوا۔ اور Miss Silvia کے ترجمہ کے معیار پر مختلف ماہرین سے تسلّی کروانے کے بعد دسمبر 1997ء میں باقاعدہ کام کا آغاز ہوا اور دو سال میں ترجمہ کا کام مکمل ہوا۔ اس پر نظر ثانی بھی Miss Silvia نے کی اور اس کی پروف ریڈنگ میں معاونت خاکسار کے بیٹے طارق عطاء المنعم نے کی۔

1057 صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ قرآن کریم 2003ء میں پرنٹ ویل (Printwell) پریس امرتسر (انڈیا) سے طبع ہوا۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

حضرت مسیح موعودؑ کے اَقرِباء اور شُرَکاء کے ساتھ خدائی سلوک میں مضمر نشانات

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقرباء اور شرکاء کے حالاتِ زندگی پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار روشن نشان ہر چشمِ بینا کو صاف طور پر نظر آتے ہیں۔ ہر وجود میں ایک نہیں متعدد نشانات خدا تعالیٰ کی قدرت و علم اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر گواہی دیتے نظر آتے ہیں۔ جو عداوت و بغض پر قائم رہے ان کی نسلوں کے نشان مٹ گئے۔ جن کے دلوں میں خوف خدا تھا وہ جماعت میں شامل ہو کر غضب الٰہی سے بچ گئے۔ اور جنہوں نے آپ کی نصرت کی اُن کے گھر برکتوں سے بھر گئے۔ اور خاندانِ مسیح موعودؑ کے ساتھ خدا کا یہ سلوک آج بھی جاری نظر آتا ہے۔ بیشمار واقعات میں سے چند ایک کا ذکر پیشِ خدمت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے جدِّ امجد مرزا ہادی بیگ صاحب 1530ء میں شہنشاہِ بابر کے زمانہ میں 200 خدام اور اہل و عیال کے ساتھ سمرقند سے ہندوستان آئے تھے اور لاہور سے 70 میل دور ایک قصبہ آباد کیا جس کا نام بالآخر قادیان مشہور ہوا۔ چونکہ یہ واقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش سے 305 سال قبل کا ہے اس لئے آپؑ کی پیدائش تک اس قصبہ میں آپ کے افرادِ خانہ کی تعداد خاصی ہونی چاہیئے۔

آپ کے اقرباء اور شرکاء کے مختصر تعارف کے طور پر عرض ہے کہ حضور کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی شادی ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں ایمہ کے ایک معزز مغل خاندان میں ہوئی تھی۔ حضور کی والدہ کا نام محترمہ چراغ بی بی صاحبہ تھا۔ حضور کے تین چچا تھے جن میں سے دو کی اولاد کا ذکر جماعتی لٹریچر میں ملتا ہے۔ ایک چچا مرزا غلام محی الدین تھے جن کے بیٹے مرزا امام دین، مرزا نظام دین اور مرزا کمال دین تھے۔ دوسرے چچا مرزا غلام حیدر کے بیٹے مرزا غلام حسین تھے۔ ان کی شادی کا ذکر ملتا ہے لیکن بعد میں وہ مفقود الخبر ہو گئے تھے۔

حضرت مرزا غلام احمدؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر تھے جو انگریزی حکومت میں کئی معزز عہدوں پر فائز رہے اور اپنی زمینوں کی نگرانی وغیرہ کے معاملات میں اپنے والد صاحب کے جانشین بنے۔ حضور کی ایک ہمشیرہ بھی تھیں جن کا نام مراد بی بی صاحبہ تھا۔ یہ خاتون صاحب کشف و رؤیا تھیں اور مرزا محمد بیگ ہوشیار پوری کی اہلیہ تھیں۔ مرزا احسن بیگ صاحب احمدی جو رشتہ میں حضور کے بھانجے تھے غالباً انہی کے بیٹے تھے۔

جب حضور پندرہ سولہ سال کے ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی شادی آپ کے سگے ماموں مرزا جمیعت بیگ کی صاحبزادی محترمہ حرمت بی بی صاحبہ سے کردی۔ یہ خاندان اگرچہ ایمہ ضلع ہوشیار پور سے تعلق رکھتا تھا لیکن متعدد رشتہ داریوں کی وجہ سے قادیان ہی میں آکر بس گیا تھا۔ یہی وہ بچی تھی جس کے بارے میں یہ واقعہ آتا ہے کہ جب حضور بہت ہی بچہ تھے تب بھی آپ کی تمام خواہشات رضائے الٰہی کے حصول میں لگی ہوئی تھیں۔ اُس وقت کی بات ہے کہ آپ اپنی ہم عمر لڑکی کو کہا کرتے تھے کہ ’’دعا کرو کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔‘‘ آپ کے اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس چھوٹی عمر میں بھی آپ یہ یقین رکھتے تھے کہ تمام خواہشات کا پورا کرنے والا بھی خدا ہی ہے اور نماز پڑھنے کی توفیق بھی خدا ہی دیتا ہے اور اُسی سے یہ توفیق مانگنی چاہئے۔ (سیرت مسیح موعود۔ از شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ 531) آپ کی شادی سادگی سے ہوئی۔ کوئی دھوم دھام، کوئی رسم آپ کے نکاح میں عمل میں نہ آئی حالانکہ اس سے پہلے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی شادی پر اس وقت کے حالات کے موافق ہر قسم کی رسوم ادا کی گئی تھیں۔

(سیرت مسیح موعود۔ از عرفانی صاحبؓ صفحہ392)

حضورؑ کی پہلی بیوی سے اولاد

اس شادی کے نتیجہ میں آپ کے ہاں دو فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب 1853 میں پیدا ہوئے۔ آپ گورنمنٹ انگریزی میں مختلف عہدوں پر فائز رہ کر ڈپٹی کمشنری اور بالآخر ریاست بہاول پور کے مشیر مال (ریوینیو منسٹر) کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ اگرچہ آپ ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کا احترام کرتے رہے لیکن بیعت آپ نے 25/دسمبر 1930ء کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر کی۔ اور 1931ء میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں جگہ پائی۔ آپ کی فطری سعادت خدا نے قبول فرمائی اور انجام بخیر ہوا۔ آپ نہ صرف قابل افسر ہی تھے بلکہ مشہور اہلِ قلم اور کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ کی تقریباً پچاس کتب شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا عزیز احمدؓ نے بچپن ہی میں اپنے دادا حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس کی خدا نے آپ کو پہلے سے اطلاع دے دی تھی۔ آپ ایم۔اے کر کے سرکاری ملازمت میں آئے اور بطور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریٹائر ہوئے اور ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں بطور ناظر اعلیٰ کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی اولاد بلکہ نسل کو بھی خدمت دین کی ماشاء اللہ بہت اچھی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے متعدد بار آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ جس زمانہ میں آپ ناظر اعلیٰ تھے خاکسار لائل پور میں بطور ایگزیکٹو انجینئر متعین تھا (1965-66) چنیوٹ اور ربوہ بھی میری حدود میں داخل تھا۔ اُس زمانہ میں آپ کا دفتر پکی بیرکوں میں ہوتا تھا۔ ایک بار جب مَیں آپ کو ملنے گیا تو فرمایا کہ ربوہ کے لوگوں کو بجلی کے بل جمع کرانے کے لئے چنیوٹ جانا پڑتا ہے جس پر پیسوں اور وقت کا حرج ہوتا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ مَیں اس کا آج ہی انتظام کر دیتا ہوں۔ آئندہ مہینہ میں کیشیئر بل وصول کرنے خود ربوہ آجایا کرے گا۔ چنانچہ اس پر عمل ہوتا رہا جس کی مجھے خوشی ہے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ساری اولاد خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہے۔

حضرت مرزا عزیز احمد رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حسب ذیل رؤیا ہوئی:۔

’’20 اکتوبر 1899ء کو خواب میں مجھے دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اُس کے باپ کے نام پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے‘‘ (تذکرہ صفحہ 341) اس کے نیچے حسب ذیل نوٹ مرتب تذکرہ نے دیا ہے۔

’’حضرت اقدس کی یہ رؤیا اپنے ظاہری معنوں کے لحاظ سے بھی پوری ہوگئی۔ اس رؤیا میں جو لڑکا دکھایا گیا وہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔اے ہیں جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ چنانچہ آخر فروری 1906ء میں، اس رؤیا کے قریباً چھ سال بعد مرزا عزیز احمد صاحب نے اپنے دادا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت میں داخل ہو گئے۔ (آپ نے 1911ء میں علیگڑھ سے بی۔اے کیا تھا۔ بعد میں ایم۔اے لاہور سے کیا۔ ناقل)

اس رؤیا میں مرزا عزیز احمد صاحب کو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی طرف منسوب کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف عزیز احمد بلکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی حضور کی بیعت میں داخل ہو کر جسمانی رشتہ کے علاوہ روحانی طور پر بھی فرزندی میں داخل ہو جائیں گے۔ سو الحمد للہ کہ حضرت ممدوح بھی 25/دسمبر 1930ء کو اپنے چھوٹے بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں داخل ہوگئے۔

(مرتب تذکرہ صفحہ341)

حضرت مرزا سلطان احمد کی بیعت سے پیشگوئی مصلح موعود کا یہ حصہ بھی پورا ہو گیا کہ ’’وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا‘‘ (تذکرہ صفحہ 139) حضرت مصلح موعودؓ کے ذریعہ تین جسمانی و روحانی فرزند (محمود احمد۔ بشیر احمد۔ شریف احمد رضی اللہ عنہم) چار ہو گئے۔

پہلی بیوی سے دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد صاحب تھے۔ آپ غالباً 1855ء میں پیدا ہوئے تھے۔ 47 سال کی عمر میں لاولد فوت ہو گئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ’’سیرت مسیح موعودؑ‘‘ میں مرزا فضل احمد صاحب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مرزا فضل احمد صاحب حضرت اقدس کے دوسرے بیٹے تھے جو خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کمشنر کے چھوٹے بھائی تھے۔ اگرچہ حضرت اقدس کی بعثت اور ماموریت کے بعد وہ آپ پاس نہیں رہے تھے اور خان بہادر کے پاس ہی رہتے تھے اور خود بھی ایک معزز سرکاری عہدیدار تھے وہ عین عنفوان شباب میں فوت ہو گئے۔ ان کی لاش قادیان میں لائی گئی اور اپنے خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپؑ اپنی جماعت کے ساتھ مسجد مبارک کی چھت پر حسب معمول تشریف فرما تھے۔ ایک ملازم نے عرض کیا کہ مرزا فضل احمد صاحب فوت ہو گئے اور ان کی لاش لا کر دفن کر دی گئی۔ مَیں جو اُس وقت حضرت اقدس کے بالکل قریب بیٹھا ہوا تھا دیکھ رہا تھا کہ اِس کا حضرت کے چہرہ پر کیا اثر ہوتا تھا۔ یہ خبر اُسی وقت حضور نے نہ سنی تھی بلکہ اس سے پہلے بھی سن چکے تھے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت قدرتی فکر سے تو متاثر ہیں مگر آپ نے سن کر یہی فرمایا کہ: ہم سب مرنے ہی والے ہیں بلکہ جس قدر انسان زمین پر چلتے پھرتے ہیں یہ چلتی پھرتی قبریں ہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ یہ الفاظ جب آپ کے منہ سے نکل رہے تھے تو وہ ایک تاثیر درد میں ڈوبے ہوئے تھے مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی رضا اور دنیائے فانی کی بے ثباتی کا جذبہ بھی پیدا کر رہے تھے۔‘‘

(سیرت مسیح موعود صفحہ250)

حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی جانشینی کا دور

جون 1876ء میں حضورؑ کو خواب کے ذریعہ بتلایا گیا کہ آپ کے والد صاحب کی وفات کا وقت قریب ہے۔ پھر الہام ہوا وَالسَّمَآءِ وَ الطَّارِق یعنی قسم آسمان کی جو قضاء و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا۔ اور حضور کو سمجھایا گیا کہ یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور تعزیت کے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی آپ کے والد غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس الہامی خبر کے مطابق آپ کے والد ماجد اُسی دن غروب آفتاب کے بعد وفات پا گئے۔

ان کی وفات کے بعد خاندانی جائیداد کے منتظم حضور کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مقرر ہوئے۔ اگر آپؑ چاہتے تو جائیداد کی تقسیم کا مطالبہ کر کے اپنا حصہ الگ کروا سکتے تھے مگر آپ نے اس طرف قطعاً توجہ نہیں فرمائی بلکہ اپنا معمول یہ بنایا کہ جو کچھ کھانے اور پینے کو مل جاتا اسے اپنے بھائی کا احسان سمجھ کر قبول فرما لیتے اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لاتے۔ آپ کے بڑے بھائی کے زمانہ میں آپ کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا کیونکہ آپ کے بھائی خود تو گورداسپور ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ تھے اور اکثر وہاں ہی رہا کرتے تھے اور گھر کا تمام انتظام آپ کی بھاوج کے سپرد تھا جن کا سلوک آپ سے بہت سخت تھا (آپ مرزا امام دین کی ہمشیرہ تھیں اور مرزا سلطان احمد صاحب کی بیگم کی سگی پھوپھی تھیں اور حضورؑ کے بچوں کی تائی ہونے کی وجہ سے تائی صاحبہ کے طور پر مشہور تھیں۔ ناقل)

یہ زمانہ آپ کے لئے انتہائی صبر آزما تھا لیکن آپ نے صبر و تحمل کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال انبیاء کرام کی پاکیزہ زندگیوں میں ہی مل سکتی ہے۔ چنانچہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے ماموریت کے مقام پر فائز فرمادیا اور سینکڑوں آدمی آپ کے دسترخوان سے کھانا کھانے لگے تو بعض اوقات وہ پچھلا وقت آپ کو یاد آجاتا تھا اور آپ اس کا ذکر بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ

ایک نظم میں یہ شعر بھی اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِی

فَصِرْتُ الْیَوْمَ طَعَامَ الْاَھَالِی

یعنی ایک زمانہ وہ تھا کہ دسترخوان کے بچے کچھے ٹکڑے میری خوراک تھی اور آج اللہ تعالیٰ کا مجھ پر اس قدر احسان ہے کہ سینکڑوں ہزاروں افراد میرے دسترخوان سے کھانا کھاتے ہیں۔

مذکورہ بالا ایام آپ کے لئے اس قدر شدید اور حوصلہ شکن تھے کہ ایک دفعہ آپ نے کسی دینی ضرورت کے پیش نظر ایک اخبار منگوانے کے لئے نہایت ہی قلیل رقم اپنے بھائی سے منگوانی چاہی مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اسراف ہے۔

(ماخوذ از حیات طیبہ مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب)

1868ء میں حضور کو خواب میں بتایا گیا کہ مرزا غلام قادر صاحب بیمار ہو گئے ہیں اور موت کا وقت ہے۔ آپ کو سخت قلق ہوا اور دعا کے بعد خدا نے شفا کی بشارت دی اور اس کے بعد پندرہ سال تک وہ زندہ رہے۔ (تذکرہ صفحہ 8) چنانچہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات 1883 میں ہوئی۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اور حضور کی اجازت سے اپنے حصہ کی زمین بھی انہی کے نام ہبہ کر دی تھی۔ بھائی کی وفات کے بعد یہ زمین حضور کو ملنی تھی لیکن آپ کو دنیا کی جائیدادوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

حضور کے رشتہ داروں اور زوجہء اوّل کی دین سے بے رغبتی

حضور کے پرانے رشتہ دار ایک دوسرے سے متعدد رشتہ داریوں میں بندھے ہوئے تھے اور سبھی کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ ان کے مشاغل اور دلچسپیاں اُس زمانہ کے رؤسا کی طرح دنیا دارانہ تھیں اور حضور کی زوجہ اوّل بھی انہی کے رنگ میں رنگین تھیں۔ اس کے مقابلہ میں حضور کا فطری رجحان بچپن ہی سے عبادات، مطالعہ اور دینی کاموں کی طرف تھا۔ دونوں کی طبائع میں بُعد المشرقین تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی روایت سیرت المہدی جلد اول صفحہ 34 پر درج فرمائی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا اُن کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں...... ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب مَیں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو مَیں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو مَیں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ مَیں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی بس مجھے خرچہ ملتا رہے۔ مَیں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔“

حضور کے شرکاء کا تعلق قادیان کے علاوہ موضع پٹی ضلع لاہور اور ضلع ہوشیار پور وغیرہ سے تھا۔ حضور کی والدہ کا تعلق موضع ایمہ ضلع ہوشیار پور سے تھا۔ حضور کے تین چچا تھے جن میں سے دو کا ذکر جماعتی لٹریچر میں ملتا ہے۔ ایک چچا مرزا غلام محی الدین تھے جن کے بیٹے مرزا امام دین۔ مرزا نظام دین اور مرزا کمال دین تھے۔ مرزا امام دین کی ہمشیرہ حضرت کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ تھیں (تائی صاحبہ)۔ حضور کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب مرزا امام دین کے داماد تھے۔ مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا احمد بیگ صاحب آف پٹی باہم ہمزلف تھے (جو محمدی بیگم کے والد تھے)۔ یوں محمدی بیگم مرزا امام دین صاحب کی سگی بھانجی تھی۔ حضور کے دوسرے بیٹے مرزا فضل احمد کی بیوی مرزا احمد بیگ کی سگی بھانجی تھی۔ (ان کی ہمشیرہ کے داماد تھے)۔ مرزا امام دین کی ہمشیرہ نے حضور کے بیٹے مرزا سلطان احمد کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ یوں حضور کی پہلی بیوی اور ان کے بطن سے دونوں بیٹوں کی حضور کے چچازاد بھائیوں اور محمدی بیگم کے ساتھ دوہری تہری رشتہ داریاں تھیں۔ حضور کے ایک اور رشتہ دار بھائی مرزا غلام حسین جو مفقود الخبر ہو چکے تھے ان کی بیوی بھی محمدی بیگم کی سگی پھوپھی تھی۔ حضور کی ہمشیرہ حضرت مراد بی بی صاحبہ جو صاحب رؤیا و کشف خاتون تھیں مرزا محمد بیگ ہوشیار پوری کی اہلیہ تھیں۔

مرزا امام دین اور مرزا نظام دین حضور کے سخت ترین معاند تھے باقی ساری برادری بشمول حضور کی زوجہ اوّل انہی کے ساتھ تھے۔ بلکہ حضور کے دونوں بیٹے بھی انہیں کے زیر اثر تھے۔ اگرچہ بیٹے ہمیشہ مؤدب رہے اور مخالفت میں سامنے نہیں آئے۔ لیکن حضور سے تعلق بھی نہیں رکھا۔

حضور کے شرکاء کا حضورؑ اور آپؑ کے مریدوں سے سلوک

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ جن کو لمبا عرصہ حضرت مسیح موعودؑ کی قریب ترین صحبت میں رہنے کا موقع ملا، وہ لکھتے ہیں کہ حضور کے حصہ میں وہی کنواں آیا جو مسجد اقصیٰ کے صحن میں حضور کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے بنوایا تھا۔ ”ہم لوگوں کو اپنی ضروریات کے لئے مسجد اقصیٰ کے ہی کنویں پر جانا پڑتا تھا کیونکہ ایک طرف تو تائی صاحبہ محترمہ تو دوسری طرف مرزا امام دین اور مرزا نظام دین صاحبان ڈانٹ ڈپٹ کیا کرتے اور بعض اوقات ناقابل برداشت طعن و تشنیع تک نوبت پہنچا دیتے۔“

(اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 174)

جو باہر سے مہمان آتے وہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کے مطب میں یا حضور کے گھر ”الدّار“ میں قیام کرتے۔ لنگر خانہ بھی علیحدہ کوئی نہ تھا بلکہ حضرت اقدس کے مکان کے اندر ہی ملک غلام حسین صاحب سالن وغیرہ تیار کرتے اور روٹی خادمات تیار کر لیا کرتیں۔ اُس زمانہ میں دفتر کوئی نہ تھے تمام دینی کام تنہا سیدنا حضرت اقدسؑ کو خود ہی کرنے پڑتے۔ سب افکار، سارے انتظام صرف اور صرف حضور کے ذمہ تھے جن کو نہایت خوش اسلوبی اور بطریقِ احسن سرانجام پہنچایا جاتا۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد نہم صفحہ 174-175)

شریکوں کی ایذا رسانیوں کا ذکر کرتے ہوئے اسی کتاب (صفحہ 177-176) میں حضرت بھائی صاحب فرماتے ہیں:

”اُن کی ایذا رسانی کی صرف ایک ہی مثال درج کرتا ہوں جو جماعت میں مقدمہ دیوار کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ یہ کام حضور کے شرکاء نے محض حضور کو اذیت پہنچانے اور دکھ دینے کی غرض سے سینہ زوری کرتے ہوئے کیا ورنہ ان کا کوئی حق نہ تھا۔ انہوں نے ایک دیوار کھڑی کر کے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ دونوں کا راستہ بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے حضور کے خدام، غلاموں اور مہمانوں کے علاوہ خود حضور پُر نور کو سخت اذیت پہنچی کیونکہ حضور کو اپنے دوستوں اور خدام کی تکلیف کا احساس اپنی تکلیف سے بھی کہیں بڑھ کر ہوا کرتا تھا۔ مساجد میں پہنچنے کے لئے ایک لمبا چکر کاٹ کر لوگوں کو جانا پڑتا اور برسات کے ایام میں تو کیچڑ گارے کے باعث اکثر لوگ پھسلنے گرنے سے چوٹیں کھاتے تھے۔“ یہ دیوار 5 رجنوری 1900ء کو مرزا امام دین نے بنوائی اور آخر ایک عدالتی فیصلہ کے مطابق انہی ہاتھوں کو اُسے گرانا پڑا جنہوں نے اُسے تعمیر کیا تھا۔

حضرت بھائی صاحب لکھتے ہیں:

”اِن شرکاء کی دیکھا دیکھی اور شہ پر بعض وہ لوگ جو کمین کہلاتے اور رذیل اور ارذل ہوا کرتے وہ بھی دلیر ہو رہے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ اگر کوئی احمدی کسی ایسے افتادہ کھیت میں بھی رفع حاجت کے لئے چلا جاتا جو ملکیت تو ان کے آقا کی تھی مگر یہ لوگ بطور مزارعہ کبھی اس میں قلبہ رانی کر چکے تھے تو یہ بدبخت اس کو مجبور کرتے کہ وہ غلاظت اٹھا کر لے جائے۔ کہیاں، پھواڑے اور ٹوکریاں کام کرتے مزدوروں سے چھین کر لے جانا ایک معمولی بات ہو گئی تھی...... ان مشکلات و مصائب اور بے پناہ مظالم کے مقابلہ میں ہمیں حکم یہ تھا کہ: صبر سے سب کچھ برداشت کرو اور اُف تک نہ کرو۔ جس میں برداشت کی تاب نہیں اور اس کا نفس اس کو انتقام اور مقابلے پر آمادہ کرتا ہے تو بہتر ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔“ (صفحہ 177)

محمدی بیگم کی پیشگوئی کی مخالفت میں سارے اقرباء اور شرکاء کا ایکا

جب حضورؑ نے محمدی بیگم کی پیشگوئی فرمائی تو حضور کے سارے اقرباء اور شرکاء آپ کی مخالفت میں یکجا ہو گئے اور پوری کوشش میں لگ گئے کہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ حضور کو اس بات کا بہت دُکھ تھا کہ حضور کی زوجہء اول اور ان کے دونوں بیٹے بھی بوجہ شدت قرابت داری کے مخالف رشتہ داروں کے ہمنوا بن گئے ہیں۔ حضور نے درخواستِ نکاح کے مضمون پر مشتمل جو خط لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کو لکھا تھا وہ لڑکی کے ماموں مرزا امام دین نے ایک اخبار نور افشاں کو بھیج دیا جس کو اس نے 10 رمئی 1888ء کو سخت زبان درازی سخت گوئی اور دشنام دہی کے ساتھ شائع کر دیا۔ جواب میں حضور کو بھی اشتہار شائع کرنے پڑے۔ یہ دونوں اشتہارات ”مجموعہ اشتہارات“ جلد اول کے صفحات 153 تا 162 اور 219 تا 221 میں درج ہیں جن میں سے چند فقرات جن سے حضور کے شدید قلق کا اظہار ہوتا ہے درج ذیل ہیں:

”ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکّار و دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور نام و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔“ (صفحہ 161) ”ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اُس دختر کا (یعنی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری۔ ناقل) بباعث شدت قرابت ان لوگوں (مرزا امام دین وغیرہ۔ ناقل) کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہی کا فرمانبردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہی کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ (صفحہ 156)

”میرا بیٹا سلطان احمد جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ (اہلیہ مرزا غلام قادر صاحب۔ ہمشیرہ مرزا امام دین صاحب۔ ناقل) جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں...... ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ مَیں تم سے جُدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی زخم پہنچتا تو بخدا مَیں اس پر صبر کرتا لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔“ (صفحہ 220.219)

آگے اسی تعلق میں مرزا فضل احمد کا بھی ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ”جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والدِ لڑکی کی بھانجی ہے۔“ (صفحہ 221)

بعد میں مرزا فضل احمد صاحب تو وفات پا گئے اور مرزا سلطان احمد صاحب حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ الحمد للہ۔

پیشگوئی درباره احمد بیگ پوری ہوگئی

شیخ عبد القادر صاحب مؤلف ”حیاتِ طیبہ“ اپنی کتاب کے صفحہ 89 تا 90 پر لکھتے ہیں:

”مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری جن کا عنوان میں ذکر ہے حضرت اقدس کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں سے تمسخر کرتے اور حضرت اقدس سے ہمیشہ نقصان کے طالب رہتے تھے۔ حضور نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کریں۔ اگر مرزا احمد بیگ نے یہ نکاح کر دیا تو انہیں اور ان کے خاندان کو برکات سے حصہ ملے گا اور اگر انہوں نے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو آیات اللہ کی تکذیب اور ان سے استہزاء کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

نازل ہوگا۔ اور مرزا احمد بیگ اور ان کا داماد دونوں تین سال کے اندر ہلاک ہو جائیں گے اور محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہو کر آپ کے نکاح میں آجائیں گی۔

مرزا احمد بیگ نے اس پیشگوئی کے بعد پانچ سال تک محمدی بیگم کا نکاح کسی جگہ نہ کیا اور اس وقت تک زندہ رہے۔ پانچ سال کے بعد لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹّی ضلع لاہور کے ساتھ کر دیا۔ محمدی بیگم صاحبہ کے نکاح پر ابھی چھ ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ مرزا احمد بیگ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر ہوشیار پور کے شفاخانہ میں وفات پا گئے۔ ان کی موت نے ان کے داماد اور دیگر رشتہ داروں پر ایک ہیبت طاری کر دی کیونکہ پیشگوئی کے لحاظ سے اب مرزا سلطان محمد کی موت کی باری تھی۔ مگر وہ سارے کے سارے توبہ اور استغفار کی طرف مائل ہو گئے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط بھی لکھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے موت کو محمدی بیگم صاحبہ کے خاوند سے ٹال دیا۔

اگر محمدی بیگم صاحبہ کا خاوند تکذیب و استہزاء کر کے مر جاتا تو یقیناً محمدی بیگم صاحبہ بیوہ ہو کر حضرت اقدس کے نکاح میں آجاتیں مگر چونکہ وہ توبہ و استغفار کی وجہ سے موت سے محفوظ رہے اس لئے محمدی بیگم صاحبہ آپ کے نکاح میں نہیں آئیں۔ (حیات طیبہ مؤلفہ شیخ عبد القادر صاحب صفحہ 90-89)

مرزا احمد بیگ نے محمدی بیگم کا نکاح 7 /اپریل 1892ء کو مرزا سلطان محمد سے کیا تھا اور وہ روزِ نکاح کے پانچ مہینے اور 24 دن بعد 30 ستمبر 1892ء کو فوت ہو گیا تھا۔ سلطان محمد نے توبہ کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور بچ گیا۔ اس نے بعد میں لکھا: ”میرے خسر جناب مرزا احمد بیگ واقع میں عین پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے۔ مگر خدا تعالیٰ غفور الرحیم بھی ہے اپنے دوسرے بندوں کی بھی سنتا اور رحم کرتا ہے...... مَیں ایمان سے کہتا ہوں کہ یہ نکاح والی پیشگوئی میرے لئے کسی قسم کے شک و شبہ کا باعث نہیں ہوئی۔ باقی رہی بیعت کی بات سو مَیں قسمیہ کہتا ہوں کہ جو ایمان اور اعتقاد مجھے حضرت مرزا صاحب پر ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں اتنا نہیں ہوگا۔“

(الفضل 9/13 جون 1921ء احمدیہ پاکٹ بُک خادم صاحب صفحہ 457)

اس نشان کے نتیجہ میں ان کے بہت سے رشتہ دار احمدیت میں داخل ہو گئے۔ مرزا احمد بیگ صاحب کی اہلیہ جو مرزا امام دین کی ہمشیرہ اور محمدی بیگم کی والدہ تھیں احمدی ہوئیں اور موصیہ تھیں۔ حضرت اقدس کے بھائی مرزا غلام قادر کی اہلیہ (تائی صاحبہ جو مرزا امام دین کی دوسری ہمشیرہ تھیں) حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے 1921 میں احمدیت میں داخل ہوئیں۔ آپ حضرت مصلح موعود کی تائی تھیں اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ 1900ء کا الہام ”تائی آئی“ جس کی اُس وقت سمجھ نہ آئی تھی پورا ہوا۔

(حیات طیبہ صفحہ 54)

آپ یکم دسمبر 1927ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پا کر فوت ہوئیں اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئیں۔

محمدی بیگم کے بھائی مرزا محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ احمدی ہو گئے۔ مرزا احمد بیگ کے پوتے مرزا محمود بیگ صاحب احمدی ہو گئے۔ خود محمدی بیگم صاحبہ کے بیٹے مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ انہوں نے الفضل 27 /فروری 1932ء میں جو خط شائع کیا تھا وہ ملک عبد الرحمٰن خادم صاحب مرحوم نے احمدیہ پاکٹ بُک کے صفحہ 457 پر درج کیا ہے۔ مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں:

”پیشتر اس کے کہ مَیں اپنا اصل مدعا ظاہر کروں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ واللہ مَیں کسی لالچ یا دنیوی غرض یا کسی دباؤ کے ماتحت جماعت احمدیہ میں داخل نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ماتحت ایک لمبے عرصہ کی تحقیق کے بعد اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنے ہر دعویٰ میں صادق اور مامور من اللہ ہیں اور اپنے قول و فعل میں ایسے صادق ثابت ہوئے ہیں کہ کسی حق شناس کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تمام پیشگوئیاں ٹھیک ٹھیک پوری ہوئیں...... جب مرزا صاحب کی قوم اور رشتہ داروں نے گستاخی کی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار کیا۔ نبی کریم ﷺ اور قرآن کی ہتک کی اور اشتہار دے دیا کہ ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کے مامور کے ذریعہ پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کے مطابق میرے نانا جان مرزا احمد بیگ صاحب ہلاک ہو گئے اور باقی خاندان ڈر کر اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا جس کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اکثر نے احمدیت قبول کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غفور الرحیم کے ماتحت قہر کو رحم میں بدل دیا۔ میں پھر زور دار الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی پوری ہو گئی............“۔

(خاکسار مرزا محمد اسحاق بیگ پٹّی ضلع لاہور حال وارد چک 165 بی)

خاکسار راقم عرض کرتا ہے کہ مَیں خود بھی مرزا اسحاق بیگ صاحب سے ملا ہوں۔ 1959ء میں جب مَیں ایس ڈی او الیکٹرسٹی واپڈا کے طور پر اوکاڑہ میں متعین تھا ایک روز صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب مرحوم (پسر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب) میرے دفتر میں تشریف لائے ان کے ساتھ ذرا سانولے رنگ اور لمبے قد کے ایک صاحب تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے ان سے مجھے ان الفاظ میں متعارف فرمایا۔ ”یہ مرزا اسحٰق بیگ صاحب ہیں۔ محمدی بیگم صاحبہ کے بیٹے ہیں اور احمدی ہیں۔“

پھر کچھ دیر انہوں نے دفتر میں تشریف رکھی اور پھر صاحبزادہ صاحب اپنی کار پر مجھے اپنے خوبصورت باغ میں لے گئے جو اوکاڑہ کے قریب ہی تھا۔ صاحبزادہ صاحب کے مختصر لیکن جامع تعارف پر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ یہ تو سنا ہوا تھا کہ محمدی بیگم کے بیٹے احمدی ہو گئے تھے اب ان کو خود سامنے دیکھ کر مَیں بھی ایک رنگ میں پیشگوئی کی صداقت کا گواہ بن گیا۔ الحمد للہ۔

حضور کے معاند شرکاء سے متعلقہ خدا کا زبردست قہری نشان

حضور کے معاند شرکاء جس طرح خدا کے قہر کا نشانہ بنے وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور حضور کی سچائی کا ایک زبردست نشان ہے جو دراصل بیشمار نشانات پر مشتمل ہے۔

1877ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا "یَا اَحْمَدُ اُجِیْبُ کُلَّ دُعَآئِکَ اِلَّا فِی شُرَکَائِکَ (انجام آتھم صفحہ 181 تذکرہ صفحہ 26)

اے احمد میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔“

1883ء میں الہام ہوا یَنْقَطِعُ اٰبَآؤُکَ وَ یُبْدَءُ مِنْکَ۔ (تذکرہ صفحہ 67) یعنی تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتدا کرے گا۔ یہی 1900ء میں بھی ہوا۔ (تذکرہ صفحہ 358)

پھر 29 /جولائی 1903ء کو یہی الہام پھر ہوا جو حقیقۃ الوحی صفحہ 76 پر اس کے ترجمہ کے ساتھ درج کیا گیا۔ ”تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔“

(تذکرہ صفحہ 478)

1906ء میں پھر الہام ہوا: سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی زَادَ مَجْدَکَ۔ یَنْقَطِعُ اٰبَآءُکَ وَ یُبْدَءُ مِنْکَ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

(تذکرہ صفحہ 632)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پھر خدائے کریم جَلَّ شَانُہ نے مجھے بشارت دے کر کہا ہے کہ: تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔“

(اشتہار 20 فروری 1886۔ تبلیغ رسالت صفحہ 62-58۔ تذکرہ صفحہ 140)

اس الہام کے نیچے نوٹ لکھا ہے:

”جس وقت حضور نے دعویٰ کیا اُس وقت آپ کے خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے۔ لیکن اب ان کے سوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے کسی ایک کی بھی اولاد موجود نہیں۔“

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی الحکم 21/28 مئی و 7/12 جون 1943)۔

اللہ اکبر۔ یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ ستّر مرد ہوں تو عورتیں اور بچے بھی خاصی تعداد میں ہوں گے مگر وہ سبھی ایک ایک کر کے لاولد گذرتے گئے۔ ان کے گھر بیوگان اور یتیموں سے بھر گئے اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ ان میں سے کسی کی نسل آگے نہیں چلی صرف وہی بچے جنہوں نے توبہ کی اور احمدی ہو گئے۔ اس کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کی جسمانی و روحانی نسل خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہی ہے اور ملکوں ملکوں پھیل رہی ہے۔ کیا یہ کوئی معمولی نشان ہے؟

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

✿✿✿✿✿✿

لوکل مبلغین گیمبیا کے پندرہ روزہ ریفریشر کورس کا انعقاد

(رپورٹ: سید سعید الحسن نائب امیر و مبلغ انچارج گیمبیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہ اکتوبر 2009ء میں ملک بھر کے مبلغین کا ریفریشر کورس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ملک کے لوئر ریجن مانسا کونکو کے طاہر احمدیہ سینئر سیکنڈری سکول میں مورخہ 2 /اکتوبر تا 15 /اکتوبر کو ہونے والی اس پندرہ روزہ کلاس میں ملک بھر کے 35 لوکل مبلغین میں سے 32 حاضر تھے۔ اسی طرح تمام مرکزی مبلغین بھی شامل تھے اس طرح کل شاملین کی تعداد 42 تھی۔ تدریسی مضامین کے لئے قرآن، یسرنا القرآن، کلام، فقہ اور نظام جماعت کو لیا گیا۔ مرکزی مبلغین اور سینئر لوکل مبلغین نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ معلمین کی ٹریننگ کے لئے ہر روز انہی میں سے امام الصلوۃ کا انتخاب کیا جاتا رہا۔ اسی طرح امام الصلوۃ کا فرض تھا کہ کسی تربیتی پہلو پر فجر کی نماز کے بعد دس منٹ کا درس دے۔ ہر روز سینئر و مرکزی مبلغین کا پینل تشکیل دیا جاتا رہا جو مغرب کی نماز سے رات نو بجے تک سوالات کے جواب دیتا۔ دن کا آغاز تہجد باجماعت سے ہوتا رہا جس کے بعد نماز فجر اور درس القران کا اہتمام بھی رہا۔ ناشتہ کے بعد ساڑھے آٹھ بجے تا ڈیڑھ بجے تدریس کا پہلا سیشن ہوتا۔ اور دوسرا سیشن عصر سے مغرب تک جاری رہتا۔

مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنے کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ جاری کیا جاتا جو رات نو بجے تک جاری رہتا۔ نو بجے کھانے کا وقت تھا جس کے بعد انفرادی سٹڈی اور آرام کا وقت تھا۔

اللہ کے فضل سے کلاس بہت کامیاب تھی اور تمام معلمین نے بھرپور حصہ لیا۔ معلمین کی توجہ برقرار رکھنے کے لئے سات دن کے بعد امتحان لیا اور فائنل امتحان کلاس کے اختتام سے ایک دن قبل لیا گیا۔

اختتامی تقریب کے لئے مکرم امیر صاحب جماعت گیمبیا، بانجل سے ایک وفد کے ساتھ پہنچے۔ اختتامی تقریب میں مکرم امیر صاحب نے کہا کہ اس طرح کے ریفریشر کورسز کا انعقاد انتہائی اہم ہے۔ اور یہ مبلغین کے علم میں اضافے کا باعث ہے اور جماعتوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انہوں نے مبلغین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف بھی متوجہ کیا۔ مکرم امیر صاحب نے پوزیشنز لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اور یوں اس پندرہ روزہ ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔

✿✿✿✿✿✿

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت منشی گلاب خان صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5/جنوری 2008ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت منشی گلاب خان صاحبؓ نقشہ نویس سیالکوٹ کے حالات زندگی شائع ہوئے ہیں۔

حضرت گلاب خان صاحبؓ ولد محترم میراں بخش صاحب قوم پٹھان سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ پہلے تو نقشہ نویسی کا کام کرتے رہے بعد میں ملٹری میں ملازم ہوگئے اور سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس سے ریٹائر ہوئے۔ آپؓ نے 1892ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کی بیعت کا اندراج اس طرح درج ہے: 5/مارچ 1892ء گلاب خاں ولد میراں بخش نقشہ نویس ..... ساکن سیالکوٹ پورن دروازہ

دسمبر 1892ء میں ہونے والے دوسرے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے پر حضور علیہ السلام نے ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں آپؓ کا نام 24ویں نمبر پر درج فرمایا۔ اس کے علاوہ بعض دیگر کتب مثلاً ’’سراج منیر‘‘، ’’کتاب البریہ‘‘ اور ’’تریاق القلوب‘‘ میں درج مختلف فہرستوں میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

حضرت گلاب خان صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے ذریعہ بیعت کی تھی اور میرا نام منارۃ المسیح پر بھی کندہ ہے۔ قریباً 1893ء کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعودؑ دسمبر کے جلسہ کے موقع پر مغرب کی نماز پڑھا کر اس مکان میں بیٹھے ہوئے تھے جس کی دیوار مرزا نظام الدین وغیرہ کے مکان سے ملتی تھی۔ اسی دن مرزا نظام الدین وغیرہ کے ہاں لڑکا تولد ہوا تھا اور ڈھولک بڑے زور شور سے بج رہی تھی، کان بیٹھے جاتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور ڈھولکی اس زور سے بج رہی ہے کہ کچھ سنائی نہیں دیتا، حضرت اقدسؑ فرمانے لگے کہ مجھے تو اس ڈھولکی سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ چنانچہ قدرت نے ایسا سامان بنادیا کہ صبح ہوتے ہی وہ لڑکا فوت ہوگیا اور پھر ڈھولک کی آواز سے کہیں زیادہ رونے اور آہ زاری کی آوازیں آنے لگیں۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ 95-1894ء ہوگا مہینہ اپریل کا تھا اور جمعہ کا دن تھا۔ دوسو کے قریب لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد اقصیٰ میں جمع تھے۔ حضرت اقدسؑ اور حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ بھی وہاں موجود تھے۔ مجھے نماز ہی میں سخت بخار ہوگیا جس سے مجھے بہت تکلیف محسوس ہوئی۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو چونکہ مجھ سے بہت محبت تھی، ان سے رہا نہ گیا حضرت اقدسؑ کے قریب آکر عرض کی کہ گلاب خاں کو بخار ہوگیا ہے جس سے بہت تکلیف ہے۔ حضورؑ نے فرمایا: تھوڑا اٹھہرو۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر عرض کی۔ پھر حضورؑ نے فرمایا: جلسہ برخاست ہونے دو۔ تھوڑی دیر میں جلسہ برخاست ہوگیا اور حضرت اقدس اٹھ کر تشریف لے گئے اور میں وہاں ہی مسجد میں رہا۔ جلد ہی مجھے حضورؑ نے دوائی لاکر دی یا بھیج دی جس کے استعمال کے تھوڑی دیر بعد میرا بخار بالکل اتر گیا۔

حضرت اقدس کس قدر رحیم وکریم تھے اور اپنے معمولی مرید کی کس قدر عزت افزائی فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسمیٰ مستری حسن دین صاحبؓ ساکن میانہ پورہ سیالکوٹ جو بہت ہی نیک آدمی تھے، مجھے کہنے لگے کہ مَیں ابھی قادیان سے آیا ہوں وہاں کنواں مکان کے اندر بنانا تھا گرمی کا موسم تھا، بسبب موسم گرم ہونے کے مجھے بہت پسینہ آگیا۔ اتنے میں حضرت اقدسؑ تشریف لائے، فرمانے لگے حسن دین! تم کام کرو میں تم کو پنکھا کرتا ہوں کیونکہ تم کو بہت گرمی لگ رہی ہے۔۔

حضرت منشی گلاب خان صاحبؓ کی آنکھیں ذکر محبوب سن کر پُرنم ہوجاتی تھیں اور رقت اور سوز وگداز سے حضرت مسیح موعودؑ کو یاد کرتے اور آپ پر سلام بھیجنے میں لذت محسوس کرتے تھے۔ خاندان مسیح موعودؑ اور خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے دلی محبت تھی۔ آپؓ نے 29جون 1943ء کو بمقام سیالکوٹ وفات پائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص میں ہوئی۔

آپکی زوجہ حضرت برکت بی بی صاحبہ 1880ء میں پیدا ہوئیں 1898ء میں بیعت کی توفیق پائی اور 12 جولائی 1948ء کو وفات پائی اور سیالکوٹ میں دفن ہوئیں۔ بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں یادگاری کتبہ لگایا گیا۔ آپ کے ہاں پانچ بیٹے ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 جنوری 2008ء میں شامل اشاعت مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کے کلام میں سے انتخاب ہدیہ قارئین ہے۔

دل کو رنگِ خدا نمائی دوں
ہر طرف میں ہی میں دکھائی دوں
تو ہی معبود ہے تو ہی مسجود
یہی کہتا ہوا سنائی دوں
تیری توحید کے الاپوں راگ
دل کو ہر شرک سے رہائی دوں
دل میں ابھرے جو تیرا نقشِ جمیل
نقد جاں بہر رونمائی دوں

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم جنوری 2008ء میں محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ نے اپنی والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ 1900ء میں لنگروال ضلع گورداسپور انڈیا میں مکرم مرزا احسین بیگ صاحب لنگروال کے ہاں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد 1922ء میں آپ کی شادی مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب مرحوم ابن حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ کے ساتھ ہوئی اور شادی کے بعد اپنے سسر کی تبلیغ سے احمدیت قبول کی۔ آپ خلافت سے بہت محبت کرنے والی، تہجد گزار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ اپنے بچوں کے ساتھ ضرور جاتیں۔ ہمسایوں سے بہت حسن سلوک کرتیں۔ ہر تحریک میں حصہ لیتی تھیں۔ دعا گو بھی تھیں۔

ہمارے والد مکرم مرزا محمد شریف بیگ صاحب جماعت احمدیہ پتوکی کے طویل عرصہ تک صدر رہے۔ اکثر مہمانوں کا آنا رہتا لیکن آپ سٹیشن سے بھی مسافروں کو لے آتے۔ امی اُن کی خاطر کرتیں۔ فصل کی کٹائی پر غرباء کا حصہ ضرور نکال لیتیں۔ بہوؤں کا خیال اپنی بیٹیوں کی طرح خیال رکھتی تھیں۔ قیام پاکستان تک قادیان میں گھر تھا۔ پھر پتوکی میں رہائش اختیار کرلی۔ حلقہ کی خواتین میں خدمت خلق کی وجہ سے خاص طور پر مقبول تھیں۔

مکرم مرزا محمد سعید بیگ صاحب جنہوں نے لوائے احمدیت پکڑنے کی کوشش میں چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا دی تھی، وہ آپ کے بڑے بیٹے تھے۔ دوسرے بیٹے مکرم مرزا محمد لطیف بیگ صاحب اسیر راہ مولیٰ رہے۔ آپ کی ایک بیٹی محترمہ اصغری بیگم صاحبہ کی شادی مکرم مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب (محمدی بیگم صاحبہ کے بیٹے) سے ہوئی جو احمدی ہوگئے تھے۔

ہمارے ابا جان 1958ء میں وفات پاگئے۔ آپ نے بڑے ہی صبر سے اپنی اولاد کی تربیت کی۔ یکم جنوری 1975ء کو بعمر 75 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مکرمہ استانی زبیدہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 2/جنوری 2008ء میں محترمہ ب۔م سید صاحبہ اپنی والدہ محترمہ استانی زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب شمس کا ذکرخیر کرتی ہیں جو 17/جولائی 2007ء کو قریباً 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔

آپ 29/مئی 1928ء کو گجرات کے گاؤں رجوعہ میں پیدا ہوئیں۔ والد حکیم غلام حسن صاحب قادیان میں لائبریرین تھے۔ آپ قادیان سے میٹرک کرکے پاکستان آئیں اور نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور 37 سال تک شعبہ تدریس سے وابستہ رہیں۔ محنت اور دیانتداری کی وجہ سے دیگر اساتذہ اور شاگردوں میں آپ کی بہت عزت اور قدر تھی۔ آپ کے گھر میں تعلیم کے سلسلہ میں ہمیشہ کسی عزیز کا بچہ رہا کرتا تھا۔ اُن سے اپنے بچوں جیسا سلوک کرتیں۔ اپنے والدین کی وفات کے بعد اپنے دس سالہ بھائی کی پرورش بھی کی۔

نماز، روزہ کی سختی سے پابند تھیں۔ سوائے آخری رمضان کے (بیماری کی وجہ سے) ہمیشہ روزے رکھے۔ رمضان میں تہجد اور نوافل کا التزام کرتیں نیز نماز فجر، درس القرآن اور تراویح کے لئے ہمیں مسجد مبارک لے کر جاتیں۔ خلافت اور احمدیت سے والہانہ عشق تھا۔ قرآن پاک کا بہت سا حصہ حفظ تھا۔ 1951ء سے نظام وصیت سے منسلک تھیں۔ دعا گو اور مستجاب الدعوات تھیں۔ سچی خوابیں دیکھتیں لیکن اس کے باوجود عاجزی اور انکساری کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ میں میٹرک میں تھی کہ جب مجھے کہا کہ خداتعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ تم ایم اے کروگی اور ایسا ہی ہوا۔ دوسری بیٹی فوزیہ فضل ربی لندن نے بھی ایم اے کیا۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر حافظ فضل الرحمٰن بشیر مورو گورو تنزانیہ میں انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر ہیں اور دوسرے بیٹے پروفیسر طارق بشیر ایم ایس سی، ایم فل کرکے ٹی آئی کالج ربوہ میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ میری امّی تعلق باللہ کی وجہ سے بچوں کی پیدائش سے لے کر تعلیمی کامیابیوں میں ان کے نمبرز اور پوزیشنز تک قبل از وقت بتادیتیں۔ طارق بشیر کے ہاں شادی کے سات سال تک اولاد نہ ہوئی تو آپ نے خدا سے اطلاع پاکر بتایا کہ انشاءاللہ بیٹا ہوگا جس کا نام احمد ہوگا۔ اور خدا نے اپنے فضل سے بیٹا عطا فرمایا جس کا نام حضور نے احمد سالک نام رکھا۔

آپ جب JV کا امتحان دینے گئیں تو فکر پیدا ہوئی کہ نجانے پیپر کتنا مشکل ہو۔ دعا کے نتیجہ میں خداتعالیٰ نے بتایا کہ بغیر ٹیسٹ دیئے منتخب ہوجاؤ گی۔ پھر واقعۃً ایسا ہی ہوا۔ تمام لڑکیوں کے ٹیسٹ ہوئے لیکن ممتحن نے کہا کہ چونکہ آپ نے میٹرک اعلیٰ نمبروں سے کیا ہے اس لئے ٹیسٹ کی ضرورت نہیں۔

آپ نے بیشمار بچوں کو قرآن پاک پڑھایا۔ سکول کے فرائض کے علاوہ حتی الوسع جماعت کا کام بھی کیا۔ بہت عرصہ پہلے خدا نے آپ کو بتایا ہوا تھا کہ اولاد صاحبِ اولاد ہوگی۔ ہمارے ابا جان کو بارہا یہ بتایا ہوا تھا کہ خداتعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میں آپ کی زندگی میں ہی خدا سے جاملوں گی اور واقعۃً ایسا ہی ہوا۔

آپ بیشمار خوبیوں کا مجموعہ اور نیکیوں کا گلدستہ تھیں۔ ایک مثالی ماں اور ایک مثالی بیوی تھیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 جنوری 2008ء میں مکرم ظفر محمد ظفرؔ صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

وہ پاک ہستی وہ ذات والا
عدم سے جس نے ہمیں نکالا
حقیر ہم ، وہ بزرگ و بالا
ذلیل ہم وہ اجل و اعلیٰ
ادب کے لائق ہے ذات اس کی
ہے نام اس کا خدا تعالیٰ
وہی ہے اوّل وہی ہے آخر
وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
گمان عاجز ، قیاس قاصر
مقام اس کا خرد سے بالا
قریب بھی ہے بعید بھی ہے
عجیب ہے وہ خدا تعالیٰ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
15th January 2010 – 21st January 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 15th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Khabarnama: daily international Urdu news.
00:35 Tilawat
00:45 Yassarnal Qur'an
01:05 Science and Medicine Review
01:40 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th April 1996.
02:45 Historic Facts
03:20 MTA World News
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 27th January 1999.
05:10 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered on 27th December 2005 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine News Review
07:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 21st November 2009.
08:25 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
08:50 Siraiki Service
09:35 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jama'at.
10:25 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilawat & Science and Medicine Review
13:00 Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:10 Dars-e-Hadith
14:20 Bangla Shomprochar
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Friday Sermon [R]
17:20 Jalsa Salana Nigeria: an address delivered on 4th May 2008 by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad from the ladies Jalsa Gah.
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Science and Medicine Review
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Jihad by the Pen: Harvard Divinity School.
22:55 Reply to Allegations [R]

Saturday 16th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:15 Le Francais C'est Facile: lesson no. 78.
01:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th April 1996.
02:45 MTA World News
03:10 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
04:25 Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad.
08:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 8th December 1996. Part 1.
09:00 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:35 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 21st November 2009.
16:00 Khabarnama
16:10 Rah-e-Huda [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:25 Arabic Service
20:25 International Jama'at News
21:00 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:25 Rah-e-Huda [R]
23:55 Friday Sermon [R]

Sunday 17th January 2010

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an: lesson no. 21.
01:45 Tilawat
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd April 1996.
02:55 Dars-e-Hadith
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:30 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
04:30 Faith Matters
05:35 Calling All Cooks
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Bustan-e-Waqfe Nau class With Huzoor recorded on 22nd November 2009.
08:35 Learning Arabic: lesson no. 13. [R]
09:00 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Toronto in 2008.
10:00 Persecution of Ahmadi Muslims
10:45 Spanish Service: Spanish translation of an address delivered on 2nd September 2007.
12:00 Tilawat
12:25 Yassarnal Qur'an
12:50 Bangla Schomprochar
13:50 Friday Sermon [R]
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:10 Huzoor's Tours [R]
17:10 Faith Matters [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:45 Jalsa Salana Qadian 2007: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 31st December 2007 from Fazl Mosque, London.
21:40 Friday Sermon [R]
22:50 Success Stories

Monday 18th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an: lesson no. 28.
01:00 International Jama'at News
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th April 1996.
02:40 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
03:40 MTA World News & Khabarnama
04:15 Huzoor's Tours: a programme documenting Huzoor's tour of Toronto in 2008.
05:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 4th July 1984.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 17th April 2005.
08:00 Le Francais C'est Facile: lesson no. 66.
08:30 Khilafat Jubilee Quiz
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV, recorded on 14th February 1999.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 30th October 2009.
11:00 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 26th December 2008.
14:55 Jalsa Salana Speeches [R]
15:55 Rah-e-Huda
17:25 Jalsa Salana Holland Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 18th June 2006.
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1996.
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:25 Rah-e-Huda [R]

Tuesday 19th January 2010

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Hadith & Science and Medicine Review
01:10 Le Francais C'est Facile
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th March 1996.
02:40 MTA World News
02:55 Rencontre Avec Les Francophones: recorded on 14th February 1999.
03:55 Jalsa Salana Holland Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 18th June 2006.
04:45 An Introduction to Ahmadiyyat
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 9th September 2006.
08:00 Question and Answer Session: English guests, recorded on 6th July 1984.
09:00 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 20th March 2009.
12:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Science and Medicine Review
13:10 Yassarnal Qur'an
13:35 Bangla Shomprochar
14:35 Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd November 2005.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
16:15 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30 Question and Answer Session [R]
17:15 Yassarnal Qur'an [R]
17:40 Historic Facts
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered on 15th January 2010.
20:35 Science and Medicine Review
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:00 Lajna Imaillah Ijtema [R]
22:45 Intikhab-e-Sukhan: rec. on 24th October 2009.

Wednesday 20th January 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th April 1996.
02:30 Learning Arabic: lesson no. 13.
03:00 Khabarnama & MTA World News
03:30 Question and Answer Session: English guests, recorded on 6th July 1984.
04:15 Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
05:10 Lajna Imaillah Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 2nd November 2005.
06:05 Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:35 Calling All Cooks
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor recorded on 10th September 2006.
08:15 MTA Variety: Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
09:00 Question and Answer Session: English guests, recorded on 10th July 1984.
09:50 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
12:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:30 From the Archives: Friday sermon delivered on 21st February 1986 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
13:20 Bangla Shomprochar
14:25 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
15:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
17:05 Question and Answer Session: English guests, recorded on 10th July 1984.
17:55 MTA World News
18:25 Arabic Service
19:25 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996.
20:35 MTA Variety [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:05 Jalsa Salana Germany Address [R]
23:15 From the Archives [R]

Thursday 21st January 2010

00:10 MTA World News
00:30 Tilawat & Seerat-un-Nabi
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1996.
02:25 MTA World News
02:40 From the Archives: rec. on 21st February 1986.
03:30 Calling All Cooks
04:05 MTA Variety: Jamia Ahmadiyya Qadian annual function
04:45 Jalsa Salana Germany Address: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 22nd August 2004.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Gulshan-e-Waqfe-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 12th November 2006.
07:35 Khilafat-e-Ahmadiyya
08:05 Faith Matters
09:10 English Mulaqat: question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th December 1995.
10:20 Indonesian Service
11:30 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Yassarnal Qur'an
12:50 Jalsa Salana Qadian Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th December 2005.
13:45 Friday Sermon: rec. on 15th January 2010.
14:50 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 2nd February 1999.
16:00 Khabarnama
16:10 Khilafat-e-Ahmadiyya
16:30 Yassarnal Qur'an [R]
16:50 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Quran Class [R]
23:05 Jalsa Salana Qadian Address [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 08 January , 2010 | Issue No. 02

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ دسمبر 2009ء کی مختصر جھلکیاں

بلجیم کی سابق ممبر پارلیمنٹ Mrs.Soud Razouk اور موجودہ ممبر پارلیمنٹ FouadAhidar کی حضور انور سے ملاقات۔

اجتماعی بیعت۔ باقاعدہ پروگرام بنا کر ایک منصوبہ بندی کے ساتھ ہر گھر میں جائیں اور اسلام کی امن کی تعلیم بتائیں۔ جو دیہات ہیں، چھوٹے قصبے ہیں، ان میں جائیں اور تبلیغ کریں۔ مسجد کی تعمیر کے لئے پُرعزم ہو کر محنت کے ساتھ کام کا آغاز کرنے کی نصیحت۔ خدا تعالیٰ کی برکات جماعت بلجیم پر بھی ہوں گی۔

(تبلیغ، تربیت، مالی قربانی، نظامِ وصیت، مجلس عاملہ کی ماہانہ میٹنگ کے انعقاد اور دیگر امور سے متعلق نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ میں نہایت اہم تاکیدی ہدایات)

بلجیم سے جرمنی کے لئے روانگی۔ بیت السبوح (فرینکفرٹ جرمنی) میں ورودِ مسعود اور پُرتپاک استقبال۔ فیملی ملاقاتیں۔ اعلانات نکاح

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

برسلز پارلیمنٹ کی سابق ممبر کی حضور انور سے ملاقات

سوا پانچ بجے برسلز پارلیمنٹ کی سابق ممبر Mrs.Soud Razouk نے اپنی ہمشیرہ اور بہنوئی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوفہ قبل ازیں دو مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پا چکی ہیں۔

حضور انور نے ان کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا آپ تو احمدیت کی سفیر ہیں۔ آپ نے یہاں بھی احمدیت کا تعارف کروانا ہے اور باہر کی دنیا میں بھی کروانا ہے۔ اب آپ کو دنیا جانتی ہے۔ پہلے ایک شہر کی ممبر پارلیمنٹ تھیں۔ آپ نے UK جلسہ سالانہ پر جو تقریر کی تھی وہ MTA کے ذریعہ افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا، امریکہ اور دوسرے براعظموں میں سنی گئی۔ اب لوگ ساری دنیا میں آپ کو جانتے ہیں اور احمدیت کی وجہ سے آپ کو پہچانتے ہیں۔

مسز رزوق صاحبہ نے بتایا کہ میری ہمشیرہ اور میرے بہنوئی یہ دونوں بھی جماعت کی مدد کرتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بھی ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' کی انگوٹھی عطا فرمائی۔ اس فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ یہ ملاقات پانچ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں مسز رزوق صاحبہ اپنی ہمشیرہ کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا سے بھی ملیں۔

برسلز پارلیمنٹ کے ایک اور ممبر کی حضور انور سے ملاقات

پانچ بج کر 40 منٹ پر برسلز پارلیمنٹ کے ایک ممبر Mr. Fouad Ahidar نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ موصوف کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کے لئے ایک خاتون Mrs Vicky بھی تشریف لائی تھیں جو اسلامک سٹڈیز پر ریسرچ کر رہی ہیں۔

موصوفہ نے بتایا کہ وہ اسلام کی تاریخ اور فلاسفی کا مطالعہ کر رہی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھی ہے۔ موصوفہ نے جواب دیا کہ نہیں پڑھی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کتاب عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو پڑھنے کے بعد ہی آپ کو پتہ چلے گا کہ اسلامی اصول کی فلاسفی کیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کس طرح بیان کی ہے۔

ممبر پارلیمنٹ فواد آئیدر صاحب نے بتایا کہ مَیں نے جماعت کی کتب مطالعہ کی ہیں اور جماعت کے تعارف پر مشتمل DVD بھی دیکھی ہے۔ مَیں اس سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ جس طرح UK میں جماعت کا بہت زیادہ تعارف ہے اور جماعت مشہور ہے اس طرح بلجیم میں نہیں ہے۔ مَیں مدد کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت کی تعلیم یہاں بھی سب لوگوں تک پہنچے اور ان کو پتہ چلے کہ دنیا میں جماعت احمدیہ کس طرح انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ موصوف نے کہا کہ مَیں تمام مسلمان فرقوں کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سب اکٹھے ہوں اور جماعت کی تعلیمات ان سب فرقوں تک پہنچائی جائیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر آپ اس طرح آپس کے اختلافات بھلا کر سب کو اکٹھا کریں گے تو پھر آپ لیڈر آف دی نیشن کی بجائے اپنی قوم کے خادم ہوں گے اور ایک بڑی خدمت سرانجام دیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہی کام تو جماعت احمدیہ کر رہی ہے کہ ایک ہاتھ پر سب جمع ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ'' کا ذکر فرمایا اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے آپ کو جو بھی مدد چاہیئے ہم حاضر ہوں گے۔

یہ ملاقات چھ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مارکی میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

اجتماعی بیعت

پروگرام کے مطابق نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جس میں درج ذیل سات افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

مکرم عثمان سو صاحب (موریطانیہ)، مکرم عبدالشداد الغزرادی صاحب (مراکش)، مکرمہ آیا الغزرادی صاحبہ (مراکش)، مکرمہ جوئے مونا صاحبہ (کیمرون)، مکرم عبدالعلی شداد صاحب (مراکش)، لطیفہ کاکنی صاحبہ (مراکش) اور یاثمینہ کاکن صاحبہ (مراکش)۔

بیعت کرتے ہوئے تینوں مرد حضرات نے حضور انور کے دستِ مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے جب کہ خواتین نے لجنہ کی مارکی میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر گزشتہ ایک سال میں بیعت کرنے والے تمام نومبائعین نے بھی سٹیج پر آ کر حضور انور کے قریب بیٹھ کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

دعا کے بعد ان سب نومبائع احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بیعت کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ وقت کے لئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے مختلف گروپس میں کورس کی شکل میں نظمیں پڑھیں اور استقبالیہ گیت پیش کئے۔

ایسی خواتین جن کے ساتھ چھوٹے بچے تھے ان کے لئے ایک ہال میں علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اس ہال میں بھی تشریف لے گئے اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

نیشنل مجلس عاملہ بلجیم کے ساتھ میٹنگ

پروگرام کے مطابق پونے سات بجے نیشنل مجلس عاملہ بلجیم کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب بلجیم سے مرکزی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ امیر صاحب بلجیم نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کا تخمینہ ڈیڑھ ملین یورو ہے۔ اس وقت چھ لاکھ یورو کے وعدے آ چکے ہیں اور کچھ رقم جمع بھی ہوئی ہے۔ عاملہ کے ایک ممبر نے عرض کی کہ اتنی بڑی رقم جمع کرنا بہت مشکل ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا جماعت ناروے نے اپنی مسجد کی تعمیر کا پلان کیا تھا۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر شروع کی۔ درمیان میں مسجد رُکی رہی اور کئی سال تک نہ بنا سکے۔ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اس جگہ کو اور اس میں جس حد تک بلڈنگ بن چکی تھی اس کو فروخت کرنے کا پروگرام بنا۔ بعد میں مَیں دورہ پر ناروے گیا اور مسجد کی اس جگہ کے قریب ہی ایک ہال میں خطبہ جمعہ دیا اور جماعت ناروے کو مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی۔ اس پر جماعت نے وعدہ کیا کہ اب وہ اس کی تعمیر مکمل کریں گے۔ رقم بہت زیادہ تھی۔ ناروے جماعت چھوٹی تھی۔ لیکن انہوں نے رقم جمع کی اور اب وہ مسجد تکمیل کے قریب ہے۔ مسجد کی Location بہت اچھی ہے۔ علاقہ میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ اگلے چند مہینوں میں فائنل Touching ہو جائے گی۔ اگلے سال اس کا افتتاح کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضور انور نے فرمایا جب آپ عزم کریں اور عہد کریں تو پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح مدد کرتا ہے۔ اس لئے پہلے شروع کریں اور پھر دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اگر آپ کے ذہن میں ہے کہ رقم زیادہ ہے تو پھر اس کا کیا حل پیش کرتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب امور خارجہ نے بتایا کہ امید ہے اس سے کم رقم میں بن جائے گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر رقم بچ جائے تو بلجیم کے دوسرے پراجیکٹ پر خرچ ہو جائے گی۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد